بانی
مولانا سید
محمد ریاست
علی قادری رحمۃ اللہ علیہ

مسلسل اشاعت کا تئیسواں سال

ماھنامہ
معارف رضا کراچی

شمارہ نمبر (65) شعبان المعظم 1424ھ/اکتوبر 2003ء

دائرے میں سرخ نشان
ممبر شپ ختم ہونے کی علامت ہے
زرتعاون ارسال فرما کر مشکور فرمائیں

ھدیہ فی شمارہ =/15 روپیہ، سالانہ 150 روپیہ، بیرونی ممالک =/10 ڈالر سالانہ، لائف ممبر شپ -/300 ڈالر

نوٹ: رقم دستی یا بذریعہ منی آرڈر/ بینک ڈرافٹ بنام ''ماہنامہ معارف رضا'' ارسال کریں، چیک قابل قبول نہیں

25 جاپان مینشن، رضا چوک (ریگل) صدر، کراچی (74400)، فون: 021-7725150
فیکس: 021-7732369، ای میل: marifraza@hotmail.com

(پبلشرز مجید اللہ قادری نے باہتمام حریت پرنٹنگ پریس، آئی. آئی. چندریگر روڈ، کراچی سے چھپوا کر دفتر ادارہ تحقیقات امام احمد رضا انٹرنیشنل کراچی سے شائع کیا)

آئینہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اپنی بات

صاحبزادہ سید وجاہت رسول قادری

بہار شعبان المکرّم، ولادت امام اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ

قارئین کرام! السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ

اسلامی جنتری کا مبارک مہینہ شعبان المعظم آ پہنچا، اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی برکات سے استفادہ کی توفیق عطا فرمائے (آمین)۔ اس ماہِ مبارک کے بابرکت ہونے کا اندازہ اسی ایک بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ آقا و مولیٰ، سید عالم، رحمت مجسم ﷺ نے اس سے اپنے خصوصی تعلق کا اظہار فرمایا ہے۔ چنانچہ حدیث شریف میں ہے، حضرت ابو ہریرہ روایت کرتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا:

''شعبان میرا مہینہ ہے، رجب اللہ تعالیٰ کا اور رمضان میری امت کا، شعبان گناہوں کا دور کرنے والا ہے، اور رمضان بالکل پاک کر دینے والا''

سید عالم ﷺ نے اس ماہِ مبارک کے لیل و نہار کو برکت والا قرار دیا ہے چنانچہ فرمایا گیا صوموا نہارھا وقوموا لیلھا، یعنی اے میرے غلامو! جب تم یہ ماہِ مبارک پاؤ تو اس کے دنوں میں روزے رکھو اور اس کی شب میں قیام کرو یعنی عبادات میں شب گزارو۔ پھر اس ماہِ مبارک کی ایک ایسی شب کا بھی اعلان کر دیا گیا جو خصوصی برکت اور رحمت والی رات ہے، اور اسے ''شب براءت'' قرار دیا۔ قرآن مجید فرقانِ حمید میں سورۂ دخان کی ابتدائی آیات میں اس شب کا ذکر ہے:

''حٰـمٓ: قسم اس روشن کتاب کی، بیشک ہم نے اسے برکت والی رات میں اتارا، بیشک ہم ڈر سنانے والے ہیں۔ اس میں بانٹ دیا جاتا ہے ہر حکمت والا کام، ہمارے پاس کے حکم سے، بیشک ہم بھیجنے والے ہیں تمہارے رب کی طرف سے رحمت، بیشک وہی سنتا اور جانتا ہے'' (الدخان ۴۴: ۱ تا ۵)

امام المفسرین الامۃ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے درج بالا آیت میں مذکورہ ''برکت والی رات'' سے مراد شب براءت یعنی پندرھویں شعبان المعظم کی شب لی ہے۔ حدیث مبارکہ میں حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا:

''اٹھو ماہِ شعبان کی پندرھویں شب کو کیونکہ بالیقین یہ رات مبارک ہے، اس میں رحمت الٰہی صبح تک آسمانِ دنیا پر جلوہ گر ہوکر صدا دیتی ہے کہ ہے کوئی اس جنس کا خریدار! جو دامن پھیلائے اور مرادوں سے بھر لے جائے! جو ندامت کے آنسو بہائے اور صلہ میں گہر ہائے رحمت حاصل کرے! جو بیماری سے نجات کا طلب گار ہو تو شفایاب ہو! جو آسودہ حالی کا خواہشمند ہو وہ رزق کی کشادگی اور برکت سے سرفراز ہو!''

غرض کہ شب براءت برکت و رحمت والی رات ہے۔ اس شب میں سلف صالحین سے بہت سے اعمال، عبادات اور وظائف منقول ہیں جو شخص بھی ماہِ مبارک شعبان المعظم میں روزہ رکھے گا اور اس کی مبارک رات میں عبادت و وظائف، درود و اذکار و دعا میں مشغول ہوگا وہ یقیناً سید عالم ﷺ کے ارشاد کے مطابق اللہ تبارک و تعالیٰ کی بے حساب رحمت اور فضل و کرم سے حصہ پائے گا، اخلاص اور عمل شرطِ لازم ہے۔

ہمیں چاہیے کہ اس ماہِ مبارک کے ایام اور اس کی مبارک شب کو لایعنی باتوں میں ضائع کرنے کی بجائے اپنے اعمال کی اصلاح اور تزکیۂ نفس میں بسر کریں اور اپنے اور اپنے اہل و عیال، رشتہ داروں اور عامۃ المؤمنین کی فلاحِ دارین کے لئے دعا میں صرف کریں۔

اس ماہِ مبارک میں ایک روایت کے مطابق امام الائمہ، سراج الامہ، امام اعظم امام ابوحنیفہ نعمان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ولادت مبارکہ ارجح اور قابل اعتماد قول کے مطابق ۷۷ھ میں ہوئی۔ (اخبار ابی حنیفہ و اصحابہ، ص۴، بحوالہ سوانح بے بہائے امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ۱۴۱۰ھ مصنفہ حضرت شاہ ابوالحسن زید فاروقی دہلوی علیہ الرحمہ)

احسان کرنے والوں کو یاد کرنا انسانیت کا ایک اہم فریضہ ہے۔ خاص کر ملّت اسلامیہ کے وہ محسنین جنھوں نے ظلمتِ جہل کے طوفانوں اور کفر و الحاد کی تاریک راتوں میں حق و صداقت کی قندیلیں روشن کیں، اور اعلاء کلمۃ الحق کے علم کو بلند رکھنے کے سلسلے میں طوق سلاسل، قید و بند اور دار و رسن کی منزلوں سے برضا و رغبت گزرے۔

بنا کر دن خوش رسمے بخاک و خون غلطیدن — خدا رحمت کند ایں عاشقان پاک طینت را

حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بلاشبہ حضور اکرم ﷺ کا زندہ معجزہ اور حضرت مولیٰ علی مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کی کرامت ہیں۔ مسلمانوں پر آپ کا یہ احسانِ عظیم تا قیامِ قیامت باقی رہے گا جو آپ نے تفقہ فی الدین کے تعلق سے کیا ہے۔ روایت ہے کہ حضرت امام اعظم نور اللہ مرقدہٗ نے اپنی تصانیف و تحریرات میں ستر ہزار (۷۰،۰۰۰) سے زیادہ احادیث پیش کی ہیں اور چالیس ہزار (۴۰،۰۰۰) احادیث سے آثارِ صحابہ کا انتخاب کیا ہے، نیز تیراسی ہزار (۸۳،۰۰۰) مسائل بیان کیئے ہیں، جن میں سے اڑتیس ہزار (۳۸،۰۰۰) عبادات کے اور باقی معاملات کے مسائل ہیں۔ تفصیل کے لئے ملاحظہ ہوں ''ماہنامہ فیض الرسول'' اپریل، مئی، ۱۹۹۰ء بحوالہ الجواھر المضیۃ، ج ۲، ص ۴۷۲)

آپ کی شان و عظمت کا اندازہ اس سے لگایا جاسکتا ہے آپ کی جلالت علمی اور کمالِ تفقہ فی الدین کی طرف خورشید عالم، عالمِ ما کان و یکون ﷺ نے اشارہ فرمایا ہے۔ بخاری و مسلم نے حضرت ابوھریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے، طبرانی نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے، ابونعیم شیرازی نے قیس بن ثابت بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کیا خوب روایت کی ہے:

لَوکَانَ الْاِیْمَانُ عِندَ الثُّرَیَّا لَتنَا وَلَهٗ رِجَالٌ مِنْ اَبْنَاءِ فَارِسَ وَفِی رِوَایَۃِ الْبُخارِی وَمُسلمِ وَالَّذِی نَفسِی بِیَدِہٖ لَوکَانَ الدِّیْنُ مُعَلَّقاً بِالثُّرَیَّا لَتنَا وَلَهٗ رَجُلٌ مِنْ فَارِسَ (مرآۃ شرح مشکوٰۃ ص ۴۸۷)

''یعنی اگر ایمان ثریا کے پاس ہوتا تو فارسی اولاد میں سے بعض لوگ وہاں سے حاصل کرلیتے اور بخاری مسلم کی روایت کے مطابق قسم ہے اس کی جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے اگر دین ثریا میں لٹکا ہوا ہوتا تو فارس کا ایک شخص اس کو وہاں سے حاصل کرلیتا۔ یہ فارسی النسل بالاتفاق علماء، حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں''

علامہ سیوطی علیہ الرحمہ نے رسالہ ''تبیض الصحیفہ'' (ص ۱۷) میں علامہ عبداللہ ابن داؤد الخریبی کا یہ قول نقل کیا ہے:

یَجِبُ عَلٰی اَهْلِ الْاِسْلَامِ اَنْ یَّدْ عُوْا اللّٰهَ لِاَ بِیْ حَنِیْفَةِ فِیْ صَلٰوتِهِمْ قَالَ وَذَکَرَ حِفْظَهٗ عَلَیْهِمُ السُّنَنَ وَالْفِقْهَ ؁

''اہل اسلام پر لازم ہے کہ وہ اپنی نمازوں میں امام ابوحنیفہ (علیہ الرحمۃ والرضوان) کے (بلندیٔ درجات) کیلئے دعا کیا کریں کیونکہ انہوں نے ان کے واسطے (تاقیامِ قیامت) سنن اور فقہ کی حفاظت کا انتظام کردیا ہے''

یہ حضرات ائمہ کرام انِ امّت شایانِ صد تعظیم و توقیر ہیں امتِ مسلمہ کے واسطے ان کا وجود سراسر رحمت ہے۔

اللہ تبارک و تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ امام الائمہ، سراج الأمہ، امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ائمۂ ثلاثہ حضرت امام مالک، حضرت امام شافعی، حضرت امام حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے درجات بڑھائے اور پوری امت مسلمہ کی طرف سے ان کو بہترین اجر عطا فرمائے۔ آمین بجاہِ سید المرسلین ﷺ۔ ان حضرات کرام نے تن، من، دھن اور جان سے دینِ مبین کی خدمت کی ہے، دین کو ہمارے لئے بحکم سید عالم ﷺ آسان بنایا، سہولت کی راہیں کھولیں۔

آں امامانے کہ کردند اجتہاد — رحمتِ حق بر روانِ جملہ باد
بوحنیفہ بُد امامِ با صفا — آن چراغِ امتانِ مصطفیٰ
باد فضلِ حق قرینِ جانِ او — شاد باد ارواحِ شاگردانِ او
صاحبش بویوسف قاضی شدہ — وز محمد ذوالمنن راضی شدہ
شافعی، ادریس و مالک باژفر — یافت زیشان دینِ احمد کرّوفر
احمد حنبل کہ بود اُو مردِ حق — درہمہ چیز ازہمہ بردہ سبق

(حضرت عطار علیہ الرحمہ)

امام احمد رضا کی انشاء پردازی - ایک تفصیلی مطالعہ

مولانا غلام غوث قادری نے ''امام احمد رضا کی انشاء پردازی - ایک تفصیلی مطالعہ'' کے عنوان سے رانچی یونیورسٹی سے پی. ایچ. ڈی کی ہے۔

(خبر بحوالہ ''سہ ماہی افکار رضا ممبئی، اپریل تا جون ۲۰۰۳ء)

(گذشتہ سے پیوستہ)

وسوسۂ شیطان کا علاج

مفسر قرآن شیخ الاسلام امام احمد رضا علیہ الرحمہ والرضوان

(۴) وسوسہ کا اتباع اپنے حول وقوت پر نظر سے ہوتا ہے

ابلیس خیال ڈالتا ہے کہ تو نے یہ عمل کامل نہ کیا اس میں فلاں نقص رہ گیا یہ اس کی تکمیل کے خیال میں پڑتا ہے حالانکہ جتنا رخصت شرعیہ کے مطابق ہو گیا وہ بھی کامل کافی ہے اکملیت کے درجات اکملوں کے لائق ہیں۔ دشمن سے کہہ کہ اپنی دلسوزی اٹھا رکھے، مجھ سے تو اتنا ہی ہو سکتا ہے، ناقص ہے تو میں خود ناقص ہوں اپنے لائق میں بجالایا، میرا مولیٰ کریم ہے، میرے عجز وضعف پر رحم فرما کر اتنا ہی قبول فرمالے گا اس کی عظمت کے لائق کون بجالا سکتا ہے۔

بندہ ہمان بہ کہ زتقصیرِ خویش
عذر بدرگاہِ خدا آورد
ورنہ سزاوارِ خداوندیش
کس نتواند کہ بجا آورد

(بندہ وہی بہتر ہے کہ اپنے قصور کا عذر اللہ تعالیٰ کی درگاہ میں کرے ورنہ خدا کی شان کے لائق کوئی شخص پورا نہیں کر سکتا۔ت)

علامہ محمد زرقانی رحمہ اللہ تعالیٰ شرح مواہب لدنیہ شریف میں فرماتے ہیں:

قال فی النصائح الوسوسة من افات الطهارة واصلها جهل بالسنة او خبال فی العقل ومتبعها متكبر مدل بنفسه سئ الظن بعبادة الله معتمد علی عمله معجب به وبقوته وعلاجها بالتلهی عنها الخ (۱)

''نصائح کے اندر فرماتے ہیں وسوسۂ طہارت کے نقص کی وجہ سے ہوتا ہے اصل میں سنت سے بے خبری یا عقل کی خرابی ان کا پیروکار متکبر اپنے نفس کو اللہ تعالیٰ کی عبادت میں بدگمانی کی طرف مائل کرنے والا اپنے عمل اور قوت پر جا بے بھروسہ خود پسندی ہے اس کا علاج یہ ہے کہ اس سے اعراض کرے۔(ت)''

مولانا شیخ محقق عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ شرح سفر السعادۃ میں فرماتے ہیں:

در دفع آں خاطر تکلف نمایند و در پے آں نروند وہم برخصت عمل کنند و اگر شیطان بسیار مزاحمت دہد وگوید کہ ایں عمل کہ تو کردی ناقص و نادرست ست و پذیرائے درگاہ حق نے برغم او بگوید کہ تو بروانہ دست من زیادہ بریں نمی آیت و مولائے من کریم ست تعالیٰ از من ہمیں قدر پذیرد وفضل ورحمت وی واسع ست (۲)

''ان کے دفع کرنے میں تکلف نہ کریں اور ان کے پیچھے نہ جائیں اور رخصت پر عمل کریں۔ اگر شیطان بہت زیادہ تنگ

(۱) (فتاویٰ رضویہ (جدید) ج ۱ ص ۷۸۶ تا ۷۸۸)

(نوٹ: گذشتہ مضمون، ماہنامہ معارف رضا ستمبر ۲۰۰۳ء، فتاویٰ رضویہ (جدید) ج ۱، ص ۷۸۰ تا ۷۸۶ سے ماخوذ ہے)

کرے اور کہے کہ یہ کام جو تو نے کیا ناقص اور غلط ہے اللہ کی بارگاہ میں مقبول نہیں اس کو کہو، تو جا! میں اس سے زیادہ نہیں کرسکتا، میرا آقا ومولیٰ کریم ہے ہم سے اتنا ہی قبول کرلے گا اس کی رحمت وفضل وسیع ہے۔ت''

(۵) اٰخر الدواء الکی واٰخر الحیل السیف

''آخری دوا داغنا ہے اور آخری حیلہ تلوار۔ت''

یوں بھی نہ گزرے تو کہے فرض کردم کہ میرا وضو نہ ہوا میری نماز نہ سہی مگر مجھے تیرے زعم کے مطابق بے وضو یا ظہر کی تین رکعت پڑھنی گوارا ہے اور اے ملعون تیری اطاعت قبول نہیں جب یوں دل میں ٹھان لی وسوسہ کی جڑ کٹ جائے گی اور بعونہٖ تعالیٰ دشمن ذلیل و خوار پسپا ہوگا۔ یہی معنے ہیں اُس ارشاد امام اجل مجاہد تلمیذ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے کہ فرماتے:

لان اصلی وقد خرج منی شئ احب الی من ان اطیع الشیطان(۳). ذکرہ فی الحدیقة الندیة .

''مجھے بے وضو نماز پڑھ لینی اس سے زیادہ پسند ہے کہ شیطان کی اطاعت کروں''۔

امام اجل قاسم بن محمد بن ابی بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے ایک شخص نے شکایت کی کہ نماز میں مجھے بہت سہو ہوتا ہے، سخت پریشان ہوتا ہوں، فرمایا:

امض فی صلاتک فانہ لن یذھب ذلک عنک حتی تضرف وانت تقول مااتممت صلاتی (۵).

رواہ امام دارالھجرة رضی اللہ تعالیٰ عنہ فی مؤطاہ.

''اپنی نماز پڑھے جا کہ یہ شبہے دفع نہ ہوں گے جب تک تو یہ نہ کہے کہ ہاں میں نے نماز پوری نہ کی یعنی بغیر یونہی سہی مگر میں تیری نہیں سنتا۔ت''

مرقاة میں ہے:

المعنی لا تذھب عنک تلک الخطرات الشیطانیة حتی تفرغ من الصّلوٰة وانت تقول للشیطان صدقت مااتممت صلاتی لکن ماقبل قولک ولا اتمھا ارغاما لک ونقضالما اردته منی وھذا اصل عظیم لدفع الوساوس وقمع ھواجس الشیطٰن فی سائر الطاعات ولحاصل ان الخلاص من الشیطان انماھو بعون الرحمن والاعتصامُ بظواھر الشریعة وعدم الالتفات الی الخطرات والوساوس الذمیمة ولا حول ولا قوة الا باللہ العلی العظیم (٦)

''معنی یہ کہ شیطانی خطرات تجھ سے دور نہ ہوں گے تاوقتیکہ نماز سے فارغ نہ ہو، تو شیطان سے کہہ تو نے ٹھیک کہا کہ میری نماز درست نہیں لیکن میں تیری بات نہیں مانتا تیری غلط نشان دہی کو پورا نہیں کرتا مجھ سے تو جو چاہتا ہے میں نہیں کروں گا وسواس کو ختم کرنے کی یہ بنیاد ہے اور تمام طاعات میں شیطانی وسواس کا قلع قمع ہے حاصل کلام شیطان سے خلاصی، اور یہ اللہ رحمان کی مدد سے ہے اور شریعت پر استقامت اور خطرات و وساوس ذمیمہ سے بے توجہی سے ہے ولاحول ولاقوة الا باللہ العلی العظیم (ت)''

حوالہ جات

(۱) کتاب الوسوسہ لابی بکر بن ابی داؤد۔

(۲) زرقانی شرح مواہب لدنیة اسراف فی الوضوٗ، مطبعة عامرہ مصر ۷/۲۸۸

(۳) شرح سفرالسعادة اسراف فی الوضوٗ مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر، ص ۳۰

(۴) حدیقة الندیة ذم الوسوسة نوریہ رضویہ فیصل آباد، ۲/ ٦۸۸

(۵) مؤطا امام مالک العمل فی السھو میر محمد کتب خانہ، کراچی، ص ۸۴

(٦) مرقاة شرح مشکٰوة باب الوسوسة مکتبہ امدادیہ ملتان ۱/ ۱۴۵

کرے اور کہے کہ یہ کام جو تو نے کیا ناقص اور غلط ہے اللہ کی بارگاہ میں مقبول نہیں اس کو کہو، تو جا! میں اس سے زیادہ نہیں کرسکتا، میرا آقا و مولیٰ کریم ہے ہم سے اتنا ہی قبول کرلے گا اس کی رحمت وفضل وسیع ہے۔ت''

(۵) اٰخر الدواء الکی واٰخر الحیل السیف

''آخری دوا داغنا ہے اور آخری حیلہ تلوار۔ت''

یوں بھی نہ گزرے تو کہے فرض کردم کہ میرا وضو نہ ہوا میری نماز نہ سہی مگر مجھے تیرے زعم کے مطابق بے وضو یا ظہر کی تین رکعت پڑھنی گوارا ہے اور اے ملعون تیری اطاعت قبول نہیں جب یوں دل میں ٹھان لی وسوسہ کی جڑ کٹ جائے گی اور بعونہ تعالیٰ دشمن ذلیل و خوار پسپا ہوگا۔ یہی معنے ہیں اُس ارشاد امام اجل مجاہد تلمیذ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے کہ فرماتے:

لان اصلی وقد خرج منی شئ احب الی من ان اطیع الشیطان(۳). ذکرہ فی الحدیقة الندیة .

''مجھے بے وضو نماز پڑھ لینی اس سے زیادہ پسند ہے کہ شیطان کی اطاعت کروں''۔

امام اجل قاسم بن محمد بن ابی بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے ایک شخص نے شکایت کی کہ نماز میں مجھے بہت سہو ہوتا ہے، سخت پریشان ہوتا ہوں، فرمایا:

امض فی صلا تک فانہ لن یذھب ذلک عنک حتی تنصرف وانت تقول ماالتممت صلا تی (۵).

رواہ امام دار الھجرة رضی اللہ تعالیٰ عنہ فی مؤطاہ.

''اپنی نماز پڑھے جا کہ یہ شبہے دفع نہ ہوں گے جب تک تو یہ نہ کہے کہ ہاں میں نے نماز پوری نہ کی یعنی بغیر یونہی سہی مگر میں تیری نہیں سنتا۔ت''

مرقاة میں ہے:

المعنی لا تذھب عنک تلک الخطرات الشیطانیة حتی تفرغ من الصلوٰة وانت تقول للشیطان صدقت ماالتممت صلا تی لکن ماقبل قولک ولا اتمھا ارغاما لک ونقضالما اردتہ منی وھذا اصل عظیم لدفع الوساوس وقمع ھواجس الشیطٰن فی سائر الطاعات ولحاصل ان الخلاص من الشیطان انماھو بعون الرحمن والاعتصام بظواھر الشریعة وعدم الالتفات الی الخطرات والوساوس الذمیمة ولا حول ولا قوة الا باللہ العلی العظیم (۶)

''معنی یہ کہ شیطانی خطرات تجھ سے دور نہ ہوں گے تاوقتیکہ نماز سے فارغ نہ ہو، تو شیطان سے کہہ تو نے ٹھیک کہا کہ میری نماز درست نہیں لیکن میں تیری بات نہیں مانتا تیری غلط نشان دہی کو پورا نہیں کرتا مجھ سے تو جو چاہتا ہے میں نہیں کروں گا وسواس کو ختم کرنے کی یہ بنیاد ہے اور تمام طاعات میں شیطانی وسواس کا قلع قمع ہے حاصل کلام شیطان سے خلاصی، اور یہ اللہ رحمان کی مدد سے ہے اور شریعت پر استقامت اور خطرات و وساوس ذمیمہ سے بے توجہی سے ہے ولاحول ولاقوة الا باللہ العلی العظیم (ت)''

حوالہ جات

(۱) کتاب الوسوسہ لابی بکر بن ابی داؤد۔

(۲) زرقانی شرح مواہب لدنیۃ اسراف فی الوضوٴ، مطبعۃ عامرہ مصر ۷/ ۲۸۸

(۳) شرح سفر السعادۃ اسراف فی الوضوٴ مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر، ص ۳۰

(۴) حدیقۃ الندیۃ ذم الوسوسۃ نوریہ رضویہ فیصل آباد، ۲/ ۶۸۸

(۵) مؤطا امام مالک العمل فی السھو میر محمد کتب خانہ، کراچی، ص ۸۴

(۶) مرقاۃ شرح مشکوٰۃ باب الوسوسۃ مکتبہ امدادیہ ملتان ۱/ ۱۴۵

معارفِ حدیث
من افاضات امام احمد رضا

غیر خدا کی عبادت حرام و کفر ھے

مرتبہ: علامہ محمد حنیف خان رضوی *

۱۰-**عن** عبداللّٰہ بن عباس رضی اللّٰہ تعالیٰ عنهما قال: إجتمعت نصاری نجران و أحبار یهود عند رسول اللّٰہ ﷺ فتنازعوا عنده فقالت الأحبار: ماکان إبرهیم إلا یهودیا، وقالت النصاری ماکان إبرٰهیم إلا نصرانیا فأنزل اللہ فیهم "یٰأَهْلَ الْکِتَابِ لِمَ تُحَآجّوْنَ فِیْٓ إِبْرَاهِیْمَ وَمَآ أُنْزِلَتِ التَّوْرٰةُ وَالْإِنْجِیْلُ إِلَّا مِنْۢ بَعْدِهٖ" إلیٰ قوله: "وَاللّٰهُ وَلِیُّ الْمُؤْمِنِیْنَ" فقال أبو رافع القرظی حین إجتمع عنده النصاری والأبار فدعاهم رسول اللّٰہ ﷺ إلی الإسلام أترید منّا یا محمد! أن نعبدک کما تعبد النصاری عیسی بن مریم" فقال رجل من أهل نجران نصرانی، یقال له الرئیس وذلک ترید و إلیه تدعو، او کما قال، فقال رسول اللّٰہ: مَعَاذَ اللّٰهِ أن أعبدَ غیر اللّٰہ أو آمُرَ بِعِبَادَةِ غیرہ ،ما بذلک بعثنی ولا أمرنی . فأنزل اللّٰہ عزوجل فی ذالک من قولهما. مَا کَانَ لِبَشَرٍ أَنْ یُّؤْتِیَهُ اللّٰهُ الْکِتَابَ وَالْحُکْمَ وَالنُّبُوَّةَ ثُمَّ یَقُوْلُ لِلنَّاسِ کُوْنُوْا عِبَاداً لِّیْ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلٰکِنْ کُوْنُوْا رَبَّانِیِّیْنَ بِمَا کُنْتُمْ تُعَلِّمُوْنَ الْکِتَابَ وَبِمَا کُنْتُمْ تَدْرُسُوْنَ وَلَا یَأْمُرَکُمْ أَنْ تَتَّخِذُوا الْمَلَائِکَةَ وَالنَّبِیِّیْنَ أَرْبَاباً ط أَیَأْمُرُکُمْ بِالْکُفْرِ بَعْدَ إِذْأَنْتُمْ مُسْلِمُوْنَ .

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ نجران کے نصاریٰ اور یہودی عالم حضور سید عالم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور حضور کے پاس ہی آپس میں جھگڑنے لگے۔ یہودی عالم بولے: حضرت ابراہیم علیہ السلام یہودی ہی تھے۔ نصاریٰ نے کہا: حضرت ابراہیم علیہ السلام نصرانی ہی تھے تو اللہ تعالیٰ نے ان کے اختلاف کو دفع کرنے کیلئے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی (۱۲م)

اے کتاب والو! ابراہیم کے باب میں کیوں جھگڑتے ہو؟ توریت و انجیل تو نہ اتری مگر ان کے بعد تو کیا تمہیں عقل نہیں۔ سنتے ہو یہ جو تم ہو اس میں جھگڑے۔ جس کا تمہیں علم تھا تو اس میں کیوں جھگڑتے ہو جس کا تمہیں علم ہی نہیں اور اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے۔ ابراہیم نہ یہودی تھے اور نہ نصرانی بلکہ ہر باطل سے جدا مسلمان تھے اور مشرکوں سے نہ تھے۔ بیشک سب لوگوں سے ابراہیم کے زیادہ حقدار وہ تھے جو ان کے پیرو ہوئے اور یہ نبی اور ایمان والے اور ایمان والوں کا والی اللہ ہے۔ (کنز الایمان)

جب یہودی اور نصرانی حضور کی خدمت میں جمع ہوئے اور حضور نے ان کو اسلام کی دعوت دی تو ابورافع قرظی نے کہا! کیا

*(پرنسپل جامع نوریہ رضویہ، بریلی شریف)

(ماخوذ از: جامع الاحادیث للشیخ امام احمد رضا علیہ الرحمہ)

آپ چاہتے ہیں کہ ہم آپ کی اس طرح عبادت کریں جس طرح نصاریٰ عیسیٰ ابن مریم کی عبادت کرتے ہیں؟ اور ایک نجرانی عیسائی نے جس کا نام رئیس مشہور تھا اس نے کہا! کیا آپ یہ ہی چاہتے ہیں اور اسی کی دعوت دے رہے ہیں؟ اس پر حضور سید عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا! معاذ اللہ کہ میں غیر اللہ کی عبادت کروں یا اس کے غیر کی عبادت کا حکم دوں۔ نہ مجھے اس لئے مبعوث کیا گیا ہے اور نہ مجھے اس کا حکم ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اس بارے میں دونوں کے قول کی تردید اس طرح نازل فرمائی۔ (۱۲م)

کسی آدمی کا یہ حق نہیں کہ اللہ اسے کتاب اور حکم و پیغمبری دے پھر وہ لوگوں سے کہے کہ اللہ کو چھوڑ کر میرے بندے ہو جاؤ۔ ہاں یہ کہے گا کہ اللہ والے ہو جاؤ۔ اس سبب سے کہ تم کتاب سکھاتے ہو اور اس سے کہ تم درس کرتے ہو اور نہ تمہیں یہ حکم دے گا کہ فرشتوں اور پیغمبروں کو خدا ٹھہرالو۔ کیا تمہیں کفر کا حکم دے گا بعد اس کے کہ تم مسلمان ہوئے۔ (کنز الایمان، فتاویٰ رضویہ، حصہ دوم ۱۸۳/۹)

معصیت خدا میں کسی کی اطاعت نہیں

۱۱ — عن أمين المؤمنين علی کرم اللہ تعالیٰ وجهه الکریم قال: قال رسول اللہ ﷺ! **لَا طَاعَةَ لِأحَدٍ فِي مَعْصِيَةِ اللّٰه تعالىٰ ، إِنَّمَا الطّاعةُ فِي الْمَعْرُوْفِ**

(فتاویٰ رضویہ، ۴۴۵/۲)

''امیر المؤمنین مولی المسلمین حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا! اللہ تعالیٰ کی نافرمانی میں کسی کی اطاعت جائز نہیں۔ اطاعت تو اچھے کاموں ہی میں ہوتی ہے'' (۱۲م)

حوالہ جات

(۱۰) دلائل النبوۃ للبیہقی، ۳۸۴/۵ التفسیر لابن کثیر، ۵۴/۲

☆ الدر المنثور للسیوطی، ۴۰/۲ ☆التفسیر للطبرانی، ۳۰۵/۳

(۱۱) الجامع الصحیح للبخاری، کتاب الاحکام، ۱۰۵۸/۲، ایضاً کتاب اخبار الاحاد، ۱۰۷۸/۲، ایضاً، کتاب المغازی، ۶۲۲/۲،

☆ السنن للنسائی، کتاب البیعۃ، ۱۶۶/۲

(۱۱) الصحیح لمسلم، کتاب الامارۃ، ۱۲۵/۲،

☆ السنن لابی داؤد، کتاب الجہاد، ۳۸۳/۱

المسند لاحمد بن حنبل، ☆۹۴، ۱۲۴، ۱۲۹، ۱۳۱، ۴،

ایضاً، ۴۲۶/۴، ☆۴۲۷، ۴۳۶،

الجامع الصغیر، ۵۸۵/۲، صحیح

المستدرک للحاکم، ۱۲۳/۳

☆المعجم الکبیر للطبرانی، ۲۳۳/۳، ۱۸۵/۱۸

مجمع الزوائد للھیثمی، ۲۲۶/۵

☆ الدرر، المنثور للسیوطی، ۱۱۸/۱، ۱۷۷/۲

المصنف لعبد الرزاق، ۳۳۵/۱۱ ☆

کنز العمال لعلی المتقی، ۱۴۸۷۴، ۶۷/۶ ☆ ایضاً ۱۴۹۱۱، ۷۷/۶

علل الحدیث لابن ابی حاتم الرازی، ۱۲۹۲، ۱۳۰۰

کشف الخفاء للعجلونی، ۵۱۰/۲ ☆ السلسلۃ الصحیحۃ للالبانی، ۱۷۹

صاحبزادہ سید وجاہت رسول قادری کو

صدمہ

صاحبزادہ سید وجاہت رسول قادری کے چچازاد بھائی شرافت اللہ صدیقی انتقال کر گئے۔ (اناللہ وانا الیہ راجعون)

مرحوم مفسر قرآن جیلانی میاں علیہ الرحمہ کے مرید تھے۔ تمام قارئین معارف رضا و جملہ احباب سے دعائے مغفرت کی درخواست ہے۔

رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا پاکیزہ مزاح

ارشد میر ایڈووکیٹ

﴿دوسری قسط﴾

سرورِ کائنات جہاں خورشتہ مذاق کرتے تھے وہاں اگر صحابہ کرام بھی اس نوع کا مذاق کرتے تو اس سے محظوظ ہوا کرتے تھے۔ چنانچہ حضرت عوف بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ سرکار دوعالم ﷺ غزوہ تبوک کے دوران ایک بالکل چھوٹے سے خیمہ میں بیٹھے تھے کہ ایک نے باہر سے سلام عرض کیا۔ آپ نے سلام کا جواب دیا اور فرمایا کہ اندر آجاؤ، میں نے عرض کیا کہ یا رسول ﷺ کیا پورا جاؤں، فرمایا ہاں پورے آجاؤ۔

اسی طرح حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا راوی ہیں کہ نبی کریم ﷺ کی وفات سے تقریباً ایک سال قبل حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تجارت کے لئے بصرہ گئے ان کے ہمراہ حضرت نعمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت سویبط بھی تھے۔ ان میں سے حضرت سویبط رضی اللہ تعالیٰ عنہ ظریف الطبع تھے۔ دورانِ سفر ایک روز حضرت سویبط رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت نعمان سے کھانا مانگا حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ وہاں موجود نہ تھے۔ نعمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے آنے پر دوں گا۔ حضرت سویبط رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ اچھا میں تم سے دیکھ لوں گے۔ کچھ دیر چلتے رہنے کے بعد ایک قبیلہ کے پاس سے گزرے تو سویبط رضی اللہ عنہ نے وہاں کچھ لوگوں سے کہا میرے پاس ایک غلام ہے اگر تم اسے خریدنا چاہو تو لے لو مگر اس میں ایک بات ہے کہ وہ خود کو آزاد کہتا رہے گا لیکن تم اسے چھوڑنا نہیں چنانچہ دس اونٹوں پر معاملہ طے ہو گیا اور ان لوگوں نے نعمان رضی اللہ عنہ کے گلے میں چادر ڈال لی۔ یہ بیچارے چیختے ہی رہے کہ میں آزاد ہوں مگر انہوں نے کہا کہ ہمیں تمہاری اس بات کا علم ہے۔ حتیٰ کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ آگئے تو انہوں نے ان کی جان چھڑائی اور مال واپس کر دیا۔ جب یہ حضرات مدینہ منورہ آئے تو یہ قصہ حضور ﷺ کو سنایا۔ آپ سن کر خوب مسکرائے گویا خود بھی شگفتہ مزاج تھے اور شگفتگی کلام کو پسند بھی فرماتے تھے۔

ایک دن ایک شخص سے آپ نے دریافت فرمایا کہ بتاؤ تمہارے ماموں کی بہن تمہاری کیا لگی۔ اس سادہ دل نے سر جھکا لیا اور سوچنے لگا آپ مسکرا دیئے اور فرمایا کہ ہوش کر، تجھے تیری ماں یاد نہیں رہی۔

رسول مقبول ﷺ ایک روز صحابہ کرام کے جلو میں کھجوریں کھا رہے تھے۔ شیر خدا حضرت علی کرم اللہ وجہہ بھی تشریف رکھتے تھے۔ آنحضرت اور دیگر حاضرین کھجوریں کھا کھا کر گٹھلیوں کو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے آگے رکھتے جا رہے تھے۔ حضور ﷺ نے مزاحاً فرمایا! کہ گٹھلیاں دیکھ کر اندازہ ہوتا ہے کہ سب سے زیادہ کھجوریں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کھائی ہیں۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی رسول اکرم ﷺ ہی کی آغوش تربیت کے پروردہ تھے۔ انہوں نے برجستہ کہا کہ دیکھنے والا یہ بھی سمجھ سکتا ہے کہ میں نے گٹھلیاں چھوڑ دی ہیں۔ جن کے سامنے گٹھلیاں نہیں ہیں وہ شاید مع گٹھلیوں سمیت کھا گئے ہیں۔

آپ اور دیگر صحابہ کرام اس حاضر جوابی سے بہت لطف اندوز ہوئے۔ اسی طرح حضرت صہیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ مشہور صحابی رسول تھے۔ نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں پہنچے۔ آپ اس وقت کھجوریں کھا رہے تھے حضرت صہیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی کھجوریں کھانے لگے تو آپ نے فرمایا کہ: ''آنکھ آئی ہے اور کھجوریں کھا رہے ہو''۔ جس پر حضرت صہیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا! ''یارسول اللہ! میں اچھی آنکھ سے کھا رہا ہوں، ایک آنکھ تو درست ہے''۔ اس بدیہہ گوئی پر آپ مسکرا دیئے۔

ایک مرتبہ ایک اعرابی مدینہ منورہ میں آیا۔ اونٹنی کا زانو باندھا اور مسجد نبوی میں جا کر سرکار دو عالم ﷺ کے پیچھے نماز ادا کی۔ نماز سے فارغ ہو کر باہر آیا اور اونٹنی پر سوار ہو کر بلند آواز سے کہا! ''اے رب ذوالجلال! مجھ پر رحم فرما اور سرورِ کائنات پر اور ہم دو کے سوا اور کسی کو اس میں شریک نہ کرنا''۔

یہ کلمات سن کر آنحضور ﷺ نے مسکراتے ہوئے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم سے مخاطب ہو کر فرمایا! ''تم اس (دہقانی) اور اونٹ میں سے کسے زیادہ ناسمجھ کہو گے؟ تم نے سنا اس نے کیا کہا ہے؟ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم بھی مسکرا دیئے اور عرض کیا ''جی ہاں سنا''

ایک دفعہ بارگاہِ رسالت میں ایک صحابی نے عرض کیا! یا رسول اللہ ﷺ؛ مجھے میرے بت نے بہت نفع دیا''

صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے حیرانی کے عالم میں صحابی کے منہ کی دیکھا کہ بت بھلا کیسے کسی کو نفع پہنچا سکتا ہے۔ یہ صورت حال بھانپتے ہوئے صحابی نے کہا! یا حبیب کبریا ﷺ! میں سفر پر روانہ ہوا، دورانِ سفر میں نے ستوؤں کا بت بنایا۔ دوران سفر کھانا ہوا تو میں نے بت کو توڑ کر کھایا۔ مجھے تو بت نے ضرور نفع دیا۔ یہ جملہ سن کر تمام صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم ہنسنے لگے اور آنحضور ﷺ مسکرا دیئے۔

امام عالی مقام حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سواریٔ شتر کی خواہش کی تو حضور ﷺ نے فرمایا میں ہی تمہارا اونٹ بننے کو تیار ہوں پھر حضور اکرم ﷺ نے انہیں کاندھوں پر اٹھالیا اور حجرے کے ایک گوشے سے دوسرے گوشے تک لے گئے۔ اسی دوران امام عالی مقام رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اونٹ کی تو مہار ہوتی ہے۔ جب کہ میرے اونٹ کی مہار کوئی نہیں۔ اس پر حضور ﷺ نے اپنے گیسو ان کے ہاتھ میں دے دیئے کہ یہ مہار ہے۔ اس حالت میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ تشریف لے آئے اور حضرت امام حسین سے کہا بھئی تمہیں سواری خوب ملی ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ سوار بھی تو خوب ہے!

آپ خوش ہوتے تو زیرِ لب تبسم فرماتے۔ قہقہہ لگانا نبوت کی سنجیدگی کے خلاف تھا۔ قہقہہ تو وہ لوگ لگائیں جو بے فکر ہوں۔ آپ اپنے بارے میں فرماتے تھے کہ میں کیونکر بے فکر ہوں جب کہ صاحب صور تیار کھڑا ہے اور قرآن پاک کی بعض سورتوں کے بارے میں آپ نے فرمایا کہ انہوں نے مجھے قبل از وقت بوڑھا کر دیا ہے گویا آپ کی حالت یوں تھی۔

مرا در منزل جاناں چہ امن و عیش چوں ہر دم
جرس فریاد می دارد کہ بر بندید محملہا

دعائے صحتیابی: ادارے کی مجلس عاملہ کے رکن اور صاحبزادہ سید وجاہت رسول قادری کے بھائی، جناب سید ریاست رسول قادری عارضۂ شوگر کے باعث بیمار ہیں، سید وجاہت رسول قادری کی پھوپھی زاد ہمشیرہ، محترمہ تنویر جہاں علیل ہیں۔ قارئین معارفِ رضا سے دعا کی درخواست ہے

معارف القلوب

گزشتہ سے پیوستہ

اظہار تمنا کے انداز

آداب دعا اور اسباب اجابت

مصنف: رئیس المتکلمین حضرت علامہ نقی علی خان علیہ الرحمۃ الرحمٰن

شارح: امام احمد رضا خان محدث بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان

محشی: مولانا عبدالمصطفیٰ رضا عطاری

ادب ۲۶: ہاتھ کھلے رکھے، کپڑے وغیرہ سے پوشیدہ نہ ہوں۔

قولِ رضا! ہاتھ اٹھانا اور کریم کے حضور پھیلانا، اظہارِ عجز وفقر کیلئے مشروع ہوا (۴۲)، تو ان کا چھپانا اس کے مُخل ہوگا۔ جس طرح عمامے کے پیچ پر سجدہ مکروہ ہوا کہ اصلِ مقصودِ سجود یعنی اظہارِ تذلل (۴۳) میں خلل انداز ہے، نماز میں منہ چھپانا مکروہ ہوا کہ صورتِ توجہ کے خلاف ہے، اگر چہ رب عزوجل سے کچھ نہاں نہیں۔ (۴۴)

هذا ما ظهر لی و الله تعالیٰ اعلم ۔ (۴۵)

ادب ۲۷: دعا نرم و پست آواز سے ہو، کہ اللہ تعالیٰ سمیع و قریب ہے۔ جس طرح چلانے سے سنتا ہے، اسی طرح آہستہ۔

قولِ رضا! بلکہ وہ اسے بھی سنتا ہے جو ہنوز زبان تک اصلاً نہ آیا (۴۶) یعنی دلوں کا ارادہ ، نیت ، خطرہ کہ جیسے اس کا علم تمام موجودات ومعدومات کو محیط ہے یونہی اس کے سمع و بصر جمیع موجودات کو عام و شامل ہیں ۔ اپنی ذات وصفات اور دلوں کے ارادات وخطرات اور تمام اعیان واعراضِ کائنات ، ہر شئے کو دیکھتا بھی ہے اور سنتا بھی ۔ نہ اس کا دیکھنا رنگ وضوء (۴۷) سے خاص ، نہ اس کا سننا آواز کے ساتھ مخصوص اِنَّهٗ بِكُلِّ شَيْءٍ بَصِيْرٌ (۴۸)

اُدْعُوْا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَّخُفْيَةً (۴۹)

''اللہ تعالیٰ سے عاجزی اور آہستگی کے ساتھ دعا مانگو''

اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ (۵۰)

''وہ حد سے بڑھنے والوں کو دوست نہیں رکھتا''

سیدنا امام حسن مجتبیٰ ابن مولیٰ مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں:

''آہستہ دعا ظاہر دعا سے ستر مرتبہ بہتر ہے''

صحابۂ کرام رضی اللہ عنہ اکثر دعا کرتے اور ان کی آواز اچھی نہ سنی جاتی۔ ایک صحابی نے عرض کی:

یا رسول الله اقریب ربنا فننا جیه ام بعید فننا دیه

''یا رسول اللہ ﷺ! ہمارا رب نزدیک ہے کہ اس سے آہستہ کہیں یا دور کہ اس کو پکاریں؟''

جواب آیا! اِذَا سَاَلَكَ عِبَادِيْ عَنِّيْ فَاِنِّيْ قَرِيْبٌ (۵۱)

''جب میرے بندے تجھ سے مجھے پوچھیں، تو میں نزدیک ہوں''

اُجِيْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ (۵۲)

''دعا مانگنے والے کی دعا قبول کرتا ہوں، جس وقت مجھ سے دعا مانگے''

ادب ۲۸: دعا مانگنے میں حاجتِ آخرت کو مقدم رکھے، کہ امرِ اہم کی تقدیم ضروری ہے۔ اور یہ آیۂ کریمہ رَبَّنَآ اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً (۵۳)۔ اس کے منافی نہیں، کہ حسنۂ دنیا سے وہ

(ماخوذاز: اَحْسَنُ الْوِعَاءِ لِاٰدَابِ الدُّعَاءِ مع شرح ذَيْلُ الْمُدَّعَا لِاَحْسَنِ الْوِعَاءِ)

نیکیاں اور خوبیاں جو آخرت میں کام آئیں مراد لے سکتے ہیں۔ علاوہ بر ایں تقدیم دنیا باعتبار تقدم زمانی، منافی اس اعتبار کے نہیں۔

﴿قولِ رضا! یعنی فی الدنیا حسنة فرمایا ہے نہ کہ حسنة الدنیا اور حسناتِ دین (۵۴) کہ مورثِ حسنۂ آخرت ہیں، سب دنیا ہی میں ملتے ہیں۔ تو کلمہ جامعہ ہے، نہ کہ صرف حسناتِ دنیویہ سے خاص﴾

ادب ۲۹: دعا میں نہایت عاجزی والحاح کرے۔ (۵۵)

زوررا بگزار و زاری را بگیر
رحم سوئے زار آید اے فقیر (۵۶)

جس قدر ادھر سے عاجزی زیادہ، ادھر سے لطف وکرم زائد۔

بپائے بوس تو دست کسے رسد کہ مدام
چو آستانہ بدیں در ہمیشہ سر وارد

من کان اضعف کان الرب به الطف۔ (۵۷)

خاک سے زیادہ کوئی بانیاز نہ تھا۔ اسی واسطے آفتابِ عنایت، عرش وکرسی اور فلک وملک کو چھوڑ کر اس پر چمکا۔

﴿قولِ رضا! حدیث میں ہے کہ اللہ تعالیٰ دعا میں الحاح کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔

رواه الطبرانی فی الدعاء و ابن عدی فی الکامل و الامام الترمذی فی النوادر و البیهقی فی شعب الایمان و القضاعی و ابو الشیخ عن عائشة رضی الله عنها﴾

ادب ۳۰: دعا میں تکرار چاہیے۔

﴿قولِ رضا: تکرارِ سوال (۵۸) صدقِ طلب پر دلیل ہے اور یہ اس کریم حقیقی کی شان ہے کہ تکرارِ سوال سے ملال نہیں فرماتا، بلکہ نہ مانگنے پر غضب فرماتا ہے من لم یسئل الله یغضب علیه (۵۹)

بخلاف بنی آدم کہ کیسا ہی کریم ہو، کثرتِ سوال وشدتِ تکرار وہجوم سائلان (۶۰) سے کسی نہ کسی وقت دل تنگ ہوتا ہے۔

اَللّٰہ یَغْضَبُ اِنْ تَرَکْتَ سُوَالَہٗ وَبَنِی آدَمَ حِیْنَ یُسْأَلُ یَغْضَبُ (۶۱)

نسئل الله العفو و العافية عدد السائلين و عدد المسائل و الحمدلله رب العلمين (۶۲)

حوالہ جات

(۴۲) یعنی شرعی حیثیت حاصل ہے۔

(۴۳) یعنی اس پاک پروردگار جل جلالہ ذی الجلال کے حضور اپنے آپ کو ذلیل ظاہر کرنا۔

(۴۴) یعنی رب عزوجل سے کچھ پوشیدہ نہیں۔

(۴۵) یہ وہ گوہر پارے ہیں کہ میرے رب عزوجل نے مجھ پر ظاہر فرمائے اور اللہ عزوجل ہی سب سے زیادہ علم والا ہے۔

(۴۶) یعنی جو ابھی زبان پر آیا ہی نہیں۔

(۴۷) یوں تو ضوء کے معنی روشنی کے ہیں مگر یہاں مراد آنکھ کی روشنی یعنی بینائی ہے

(۴۸) بے شک وہ سب کچھ دیکھتا ہے۔ سورۃ الملک، آیت ۱۹، ترجمہ کنز الایمان

(۴۹) سورۃ الاعراف، آیت ۵۵ (۵۰) سورۃ الاعراف، آیت ۵۵

(۵۱) سورالبقرہ، آیت ۱۸۶ (۵۲) سورالبقرہ، آیت ۱۸۶

(۵۳) اے رب ہمارے! ہمیں دنیا میں بھلائی دے اور ہمیں آخرت میں بھلائی دے۔ سورۃ البقرہ، آیت ۲۰۱، ترجمہ کنز الایمان

(۵۴) یعنی دین کی بھلائیاں، آخرت کی بھلائیوں کیلئے سبب ہیں۔

(۵۵) گریہ وزاری۔

(۵۶) تو چھوڑ دے تکبر ہو بھائی میرے عاجز
چھائی ہے اس پہ رحمت کرتا ہے جو تواضع (عطاری)

(۵۷) جو زیادہ نیازمند وخستہ حال ہو اللہ عزوجل اس پر زیادہ لطف وکرم فرماتا ہے

(۵۸) بار بار مانگنا۔

(۵۹) جو اللہ عزوجل سے اپنی حاجت طلب نہیں کرتا، اللہ عزوجل اس پر غضب فرماتا ہے۔

(۶۰) مانگنے والوں کی کثرت۔

(۶۱) غضب فرمائے اس پر جو نہ مانگے حاجتیں اپنی
بنی آدم ہے کہ اس کو غضب آتا ہے منگتا پر (عطاری)

(۶۲) ہم اس پاک پروردگار عزوجل سے اس قدر معافی وجملہ بلیات سے عافیت طلب کرتے ہیں جس قدر حاجت مند راور انکی حاجتیں ہیں اور سب خوبیاں اللہ عزوجل کو جو مالک سارے جہان والوں کا۔

اسلام اور سائنس

سائنسی ایجادات اور عقائد اہلسنت کی حقانیت

ملک غلام مصطفیٰ*

موبائل اور اختیاراتِ مصطفےٰ ﷺ:

دوسری سائنسی ایجادات کے ساتھ ساتھ موبائل فون نے بھی انسان کو ورطۂ حیرت میں ڈال دیا ہے۔ یہ ماچس کی ڈبیہ جتنا چھوٹا سا آلہ ہے جس میں پوری دنیا کے ٹیلی فونک رابطہ کا نظام ڈال دیا گیا ہے۔ اس میں نہ تو کوئی تار ہے اور نہ ہی بظاہر کوئی بہت بڑی مشینری فٹ ہے لیکن یہ ایک سائنس دان کا علم ہے اس نے اپنے علم اور ذہنی صلاحیت کو بروئے کار لاتے ہوئے ایسا آلہ ایجاد کیا ہے کہ وہ گھر بیٹھے دنیا کے کسی بھی شخص سے رابطہ کر کے تبادلۂ خیالات و معلومات کرسکتا ہے اور سب سے بڑھ کر یہ کہ اس نے اپنے اس علمی کمال میں تمام لوگوں کو شامل کرلیا ہے جو چاہے جب چاہے اس آلہ سے فائدہ اٹھائے اور دنیا بھر میں جس سے چاہے گفتگو کر لے۔

لیکن!!! کیا ہم اپنے پیارے نبی ﷺ کے ہاں بھی ایسا اختیار و کمال مانتے ہیں کہ وہ بھی جب چاہیں اور جس سے چاہیں جہاں چاہیں دنیا بھر میں رابطہ کر سکتے ہیں اور رابطہ کرنے والے کی آواز و گفتگو سن سکتے ہیں۔

ہاں ہاں اہلسنت کا عقیدہ ہے کہ نبی کریم ﷺ کے پاس اس سے کہیں بڑھ کر علم و اختیار ہے۔ آپ ﷺ جب چاہیں جس سے چاہیں نہ صرف رابطہ کر سکتے ہیں بلکہ جہاں چاہیں خود تشریف بھی لے جا سکتے ہیں۔ رہا دور سے آواز کا سننا یا سنانا یہ کمال تو آپ کے لاکھوں غلام کے ہاں بھی پایا جاتا ہے۔ صرف ایک مثال سامنے رکھیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے تقریباً 400 میل دور دشمن سے برسرپیکار حضرت ساریہ رضی اللہ عنہ کو بغیر کسی TV یا آلے کو دیکھے، کسی موبائل آلہ کے بغیر آواز دی جو کہ حضرت ساریہ نے نہ صرف اپنے کانوں سے سن لی بلکہ اس ہدایت پر عمل کر دشمن کے بہت بڑے حملہ سے بچ گئے۔ ماتحت الاسباب اور مافوق الاسباب مدد کی بحث کرنے والوں کیلئے یہ واقعہ مقام عبرت ہے کیونکہ کوئی بھی ذی عقل اس مدد کو ماتحت الاسباب نہیں کہہ سکتا۔

اگر بات پیارے نبی کریم ﷺ کی جائے تو بخاری شریف کی ایک حدیث کے مطابق معراج کی رات جنت میں جاتے ہوئے آپ ﷺ نے حضرت بلال کے جوتوں کی آواز سن لی۔ دوسری حدیث کے مطابق آپ نے مسجد نبوی میں بیٹھ کر دوزخ میں گرنے والے ایک پتھر کی آواز سنی لی۔ موبائل فون تو دنیا کی آواز دنیا میں سناتا ہے لیکن حضور ﷺ تو دنیا کی آواز جنت میں اور دوزخ کی آواز دنیا میں یقیناً سنتے ہیں جو کہ یقیناً موبائل اور دیگر سائنسی ایجادات کی پہنچ سے باہر ہے۔

بعض لوگ یہ کہہ کر جان چھڑانے کی کوشش کرتے ہیں کہ

(بشکریہ، ماہنامہ اہلسنت، گجرات، پاکستان اگست ۲۰۰۳ء)

یہ سننا معجزہ اور کرامت ہے یہ انبیاء اولیاء کو مستقل حاصل نہیں ہوتے۔ جب اللہ چاہتا ہے وہ سن لیتے ہیں ورنہ عام حالات میں نہیں سن سکتے۔

اس کے متعلق گزارش ہے کہ آخر کیا وجہ ہے کہ موبائل کے موجد یا خریدار کے پاس تو یہ سہولت اور اختیار ہر وقت ہو کہ جب اس کا جی چاہے اور جس سے چاہے دنیا میں رابطہ کرلے لیکن پیارے نبی کریم ﷺ کو یہ کمال و اختیار مستقل حاصل نہ ہو۔ دوسرے لفظوں میں موبائل فون رکھنے والے ایک عام امتی کو دنیا میں کہیں بھی رابطہ کرنے کی ضرورت پیش آئے تو وہ فوراً رابطہ کرلے لیکن اگر یہی ضرورت نبی کریم ﷺ کو پڑ جائے تو آپ پریشان و بے بس ہو جائیں (معاذ اللہ) اور انتظار کریں کہ کب معجزے کا ظہور ہو یہ کہاں کا انصاف ہے کہ ایک کام میں امتی مختار اور نبی الانبیاء ﷺ بے بس و مجبور۔ آخر ماننا پڑے گا کہ عقیدہ اہلسنت و جماعت کا ہی صحیح ہے کہ سارے کمالات آپ ﷺ کو مستقل حاصل ہیں۔ بلکہ جسے چاہیں آپ یہ کمالات عطا بھی کر سکتے ہیں۔ ویسے بھی اللہ تعالیٰ جب کوئی معجزہ، کمال اور شان اپنے پیارے محبوب ﷺ کو دیتا ہے تو واپس نہیں لیتا بلکہ اس میں اضافہ کرتا رہا ہے۔

ٹیلی ویژن اور کمالات مصطفےٰ ﷺ:

یہاں تک تو تھا معلومات کا حاصل کرنا اور سننا یا سنانا۔ اب ہم آتے ہیں دیکھنے کے کمال کی طرف۔ تو جناب اس زمانے میں ٹیلی ویژن نے بھی دنیا کو انسان کے قریب تر کر دیا ہے۔ یہ بھی ایک سائنس دان کا کمال ہے جو نبی یا ولی تو کجا مسلمان بھی نہیں۔ دنیا بھر میں ہونے والا کوئی بھی واقعہ، اجلاس اور میچ وغیرہ اس سائنسدان کی نظروں سے اوجھل نہیں۔ اس نے ایک ایسا آلہ ایجاد کیا ہے جس کی مدد سے دنیا میں ہونے والے واقعات کو وہ اپنی آنکھوں سے گھر بیٹھے دیکھ سکتا ہے۔ نہ صرف یہ کہ خود بلکہ یہ سہولت اس نے ساری دنیا کیلئے بھی مہیا کر دی ہے۔ اب امریکہ میں ہونے والا سلامتی کونسل کا اجلاس، عراق میں ہونے والی جنگ، برطانیہ کے کسی ہال میں ہونے والی کوئی بھی میٹنگ ہم گھر بیٹھے دیکھ سکتے ہیں۔ لیکن!!! کیا ہم نبی کریم ﷺ کے متعلق بھی ایسا عقیدہ رکھتے ہیں کہ آپ بھی دنیا بھر میں ہونے والے کسی بھی واقعہ، محفل یا جلسہ کو دیکھ سکتے ہیں۔

ہاں ہاں اہلسنت و جماعت کا عقیدہ ہے کہ دنیا بھر بلکہ آسمانوں کے اوپر اور زمین کے نیچے ہونے والے واقعات سے بھی نہ صرف آپ ﷺ واقف ہیں بلکہ سب کچھ اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں۔ جیسا کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ:

''میں پوری دنیا کو اپنی ہتھیلی کی طرح رکھ رہا ہوں'' (الحدیث)

آپ ﷺ نے مسجد نبوی میں بیٹھ کر جنت میں حوض کوثر اور اس کے کناروں پر رکھے پیالے دیکھ لئے (الحدیث)۔ آپ ﷺ نے مسجد نبوی میں کھڑے کھڑے جنت میں ایک خوشے کو دیکھا اور اسے پکڑ لیا (الحدیث)۔ ان احادیث سے ثابت ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو یہ کمال و اختیار دیا ہے کہ آپ ﷺ جب بھی جس واقعہ، شخص یا چیز کو دیکھنا چاہیں دیکھ سکتے ہیں۔ اس پر بھی اگر کوئی کہے کہ یہ سب واقعات وقتی معجزے تھے مستقل اختیار نہیں تھا تو وہ سوال پھر اپنی جگہ رہا کہ آخر کیا وجہ ہے کہ ایک امتی کو تو یہ کمال حاصل ہے کہ وہ جب چاہے اپنے آلہ کے ذریعے دنیا میں ہونے والا کوئی بھی واقعہ اپنی آنکھوں سے دیکھ لے لیکن اگر یہی کمال نبی کریم ﷺ کو مستقل مانیں تو شرک آڑے آجاتا ہے؟۔ کیا اس سے ایک غیر نبی کا کمال و اختیار نبی ﷺ سے بڑھ نہیں جائے گا؟ اور پھر وہ بھی ایسا نبی جن کے متعلق سب لکھتے اور پڑھتے ہیں: ''بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر'' لیکن دلی طور پر اس کے خلاف ہیں۔

آؤ حقیقی طور پر اس عقیدہ پر ایمان لے آؤ کہ علم، قدرت، اختیار، کمال و ذہنی صلاحیت میں کوئی بھی مخلوق میرے آقا ﷺ کے پائے کی نہیں ہے۔ ورنہ لاکھوں امتیوں کو نبی ﷺ سے بڑھ کر ماننا پڑے گا جو کہ یقیناً سب کے نزدیک کفر ہے۔ اللہ تعالیٰ سمجھ عطا کرے۔ آمین

معارفِ اسلاف

رضی اللہ عنہ

امام اعظم امام ابوحنیفہ

علامہ اختر حسین فیضی مصباحی*

امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی ذات ستودہ صفات کسی تعارف کی محتاج نہیں، درج ذیل سطور میں مختصراً آپ کی حیات طیبہ پر روشنی ڈالی گئی ہے۔

نام و نسب: کنیت ابوحنیفہ، لقب امام اعظم، نام نعمان بن ثابت بن زوطیٰ بن ماہ فقیہ کوفی۔

آبائی وطن: وطن سے متعلق متعدد روایتیں منقول ہے، آپ کے دادا باختلاف روایت کابل یا بابل، یا انبار یا نساء یا ترمذ کے رہنے والے تھے۔

ولادت: ولادت سے متعلق خود امام اعظم علیہ الرحمۃ والرضوان ارشاد فرماتے ہیں کہ میں ۸۰ھ میں پیدا ہوا اور ۹۴ھ میں حضرت عبداللہ بن اُنیس کوفہ میں آئے تو میں نے انہیں دیکھا اور ان سے حدیث سنی، اس وقت میں چودہ سال کا تھا، انہیں فرماتے ہوئے سنا۔

سمعت رسول اللہ ﷺ یقول حبک الشی یعمی ویصم (۱)

اسماعیل بن حماد بن ابی حنیفہ (علیہم الرحمہ) فرماتے ہیں کہ ثابت صغرسنی میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے، حضرت امیر المومنین نے ثابت اور ان کی ذریت کے لئے دعاء برکت فرمائی، معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دعا ہمارے حق میں قبول کر لی۔ (۲)

تعلیم و تربیت: آپ ابتدأً علم کلام کی طرف مائل تھے اور اس فن میں مہارت تامہ حاصل کی، چنانچہ آپ خود فرماتے ہیں کہ میں ابتدائی عمر میں بحث و مناظرہ میں مشغول رہتا تھا اس وقت بصرہ بحث و مباحثہ کا گہوارہ تھا۔ بحث و مناظرہ کے سلسلے میں مجھے بیس سے زائد مرتبہ بصرہ آنا جانا پڑا تھا۔ خوارج اور حشویّہ سے بحث و مناظرہ کرتا تھا۔ اس وقت علم کلام میرے نزدیک سب سے اعلیٰ اور افضل تھا اور سمجھتا تھا کہ یہ علم اصولِ دین میں سے ہے اور اس سے دین کی بڑی خدمت انجام پاتی ہے، اسی خیال سے میں ایک مدت تک اسی کو علم دین سمجھ کر دشمنان اسلام سے مقابلہ کرتا رہا۔ پھر سوچا کہ صحابۂ کرام اور تابعین عظام دین میں ہم سے زیادہ علم و بصیرت رکھتے تھے اور وہ لوگ کبھی بحث و مباحثہ میں نہیں پڑے، بلکہ شرعی امور میں غور و فکر کیا اور فقہی ابواب و مسائل کو اپنی ذہنی و فکری کاوشوں کا محور بنایا۔

کچھ دنوں بعد آپ کی رسائی حضرت امام حماد بن سلیمان تک ہوئی، ان کے حلقۂ درس میں شامل ہوئے اور خدمت میں رہ کر فقہ کی تعلیم حاصل کی، امام حماد بن سلیمان حصولِ تعلیم میں مصروف رہے جس کی مدت اٹھارہ سال ہے۔ استاذ کے انتقال کے بعد ان کی جگہ پر جلوہ افروز ہوئے اور فقہی تدریس میں مشغول ہو گئے اور نہایت کامیاب اور لائق شاگردوں کی جماعت تیار کی جنہوں نے مذہب حنفی

(ماخوذ از: تذکرۂ ائمہ اربعہ، رضا اکیڈمی، لاہور)

*(استاذ: دارالعلوم غوثیہ سلیم پور، دیوریا)

کو بہت کامیاب اور لائق شاگردوں کی جماعت تیار کی جنہوں نے مذہب حنفی کو بہت فروغ دیا جن میں امام ابو یوسف، امام زفر بن ہذیل، امام محمد بن حسن اور امام حسن بن زیاد بہت مشہور ہیں۔ یوں تو آپ کے تلامذہ کی تعداد کئی ہزار بتائی جاتی ہے۔

فقاہت: امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ جو شخص فقہ میں عبور حاصل کرنا چاہے وہ ابو حنیفہ کا محتاج ہے کیوں کہ وہ ان میں سے ہیں جنہیں فقہ کا علم دیا گیا۔ (۳)

ابو مطیع فرماتے ہیں کہ میں ایک شب امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہ میں کوفہ کی جامع مسجد میں تھا کہ سفیان ثوری، مقاتل بن حیان، حماد بن سلمہ جعفر صادق اور دیگر فقہائے کرام تشریف لائے اور حضرت امام رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ گفتگو میں مشغول ہو گئے، دوران گفتگو لوگوں نے کہا کہ ہم نے سنا ہے کہ آپ اکثر مسائل میں قیاس سے کام لیتے ہیں۔ صبح سے دو پہر تک اسی موضوع پر بحث ہوتی رہی امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے اپنا مذہب ان لوگوں کے سامنے پیش فرمایا کہ پہلے کتاب اللہ پر عمل کرتا ہوں، اس کے بعد سنتِ رسول پر، پھر صحابہ کے ان فیصلوں پر جن پر سب کا اتفاق ہو، اس کے بعد قیاس کرتا ہوں اتنی گفتگو سننے کے بعد لوگوں نے امام صاحب کے ہاتھ پاؤں کا بوسہ دیا اور فرمایا آپ سید العلماء ہیں ہماری خطا معاف فرمائیں، آپ کے تبحر علمی سے ہم غافل تھے۔ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا غفر اللہ لنا و لکم اجمعین اللہ ہماری اور آپ حضرات کی مغفرت فرمائے۔ (۴)

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ ایک روز امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے دریافت کیا گیا کہ آپ نے امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا ہے؟ آپ نے فرمایا کہ ضرور دیکھا ہے، ایسے زبردست عالم تھے کہ اگر وہ تم سے اس ستون کے بارے میں بحث کریں تو دلائل سے سرخ سونا ثابت کر دیں۔ (۵)

امام بخاری اور امام مسلم علیہما الرحمۃ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت نقل کی کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ بالفرض اگر علم آسمان میں یا ستارے کے پاس ہو تو اس کو فارس کے کچھ لوگ حاصل کرتے۔ (۶)

ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

انہ علیہ الصلوٰۃ و السلام قال ترفع زینۃ الدنیا سنۃ خمسین ومأۃ (۷)

نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ۱۵۰ھ میں دنیا کی زینت ختم ہو جائے گی۔ روایت میں مذکور ہے کہ جب ۱۵۰ھ میں حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی وفات ہوئی تو یہ واضح ہو گیا کہ نبی اعظم ﷺ نے حدیث مذکور میں آپ کے سن وفات کی طرف اشارہ فرمایا ہے، کیونکہ بعد وفات وہ حسن و زیبائی جو انکے دور میں تھی دنیا سے رخصت ہو گئی۔

آپ کی تابعیت: تابعی وہ خوش بخت انسان ہے جس نے بحالت ایمان کسی صحابی سے ملاقات کی ہو اور ایمان ہی کی حالت میں وصال بھی ہوا ہو۔ حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے ۹۴ھ میں حضرت عبداللہ بن انیس رضی اللہ عنہ صحابی رسول سے ملاقات کی اور ان سے ایک حدیث بھی سماعت فرمائی۔ ثبوتِ تابعیت کے لئے اتنا ہی کافی ہے۔ روایات سے ثابت ہے کہ آپ نے حضرت انس، حضرت ابن اوفیٰ اور دیگر صحابہ کرام سے ملاقات کی۔

تقویٰ: حضرت اسد ابن عمر نے فرمایا کہ آپ نے چالیس سال تک عشاء کے وضو سے نماز فجر ادا کی اور رات میں ایک رکعت میں

پورا قرآن پڑھتے خشیتِ الٰہی سے جو رونے کی آواز پیدا ہوتی آپ کے پڑوسی سنتے اور رحم کھاتے۔ جس جگہ آپ کی روح مبارک نے قفس عنصری سے پرواز کی وہاں آپ نے ستر ہزار مرتبہ قرآن مجید ختم فرمایا۔ حضرت حسن بن عمارہ نے آپ کو غسل دیتے وقت فرمایا کہ اللہ تعالیٰ آپ کو بخش دے اور آپ پر رحم فرمائے کہ آپ تیس سال روزے سے تھے اور چالیس سال تنہائی رات تک بغرض استراحت تکیہ نہیں استعمال کیا۔(۸)

حضرت شفیق بن ابراہیم بلخی روایت کرتے ہیں کہ ایک روز امام اعظم کے ساتھ میں کہیں جارہا تھا، اتفاقاً ایک شخص سامنے آتا دکھائی دیا وہ ہم سے چھپنا چاہا ہم لوگ اس کی طرف سے گزرے ابھی وہ سامنے ہی ہوا تھا کہ امام صاحب نے اسے آواز دی اور کہا ہمیں دیکھ کر راستہ کیوں کاٹ رہے ہو؟ کیوں شرمندہ ہو رہے ہو؟ کیا وجہ ہے؟ اس شخص نے عرض کیا کہ میں نے آپ سے دس ہزار روپے قرض لیئے تھے اور ابھی تک اس کی ادائیگی نہیں کرسکا ہوں، اور اس وقت جب میں آپ کو دیکھا تو شرمندہ ہو کر چھپنے لگا، آپ مجھے نہ دیکھ سکیں، حضرت امام نے کہا کہ میں نے وہ قرضہ معاف کردیا اب کوئی شرمندگی نہیں ہونی چاہیے۔ حضرت شفیق بلخی کہتے ہیں کہ میں نے دل میں کہا کہ حقیقت میں یہی شخص زاہد و بامروت انسان ہے۔(۹)

اساتذۂ کرام : سراج الائمہ امام ابوحنیفہ علیہ الرحمۃ والرضوان کے اساتذہ کی تعداد چالیس ہزار بتائی جاتی ہے، کتاب ''تہذیب الکمال''، میں چھتیس اسماء اساتذہ کی ایک فہرست درج ہے جسے مولانا عبدالحیٔ فرنگی محلی نے عمدۃ الرعایہ مقدمہ شرح وقایہ میں نقل کیا ہے وہ فہرست تبرکاً پیش قارئین ہے:

(۱) حضرت نافع مولیٰ ابن عمر (۲) موسیٰ بن ابی عائشہ
(۳) حماد بن ابی سلیمان (۴) محمد بن شہاب الزہری الاعرج
(۵) عکرمہ مولیٰ ابن عباس (۶) عبدالرحمٰن بن ہرمز الاعرج
(۷) ابراہیم بن محمد (۸) جبلہ سحیم
(۹) قاسم المسعودی (۱۰) عون بن عبداللہ
(۱۱) علقمہ بن مرشد (۱۲) علی ابن اقمر
(۱۳) عطا بن رباح (۱۴) قابوس بن حنسیاں
(۱۵) خالد بن علقمہ (۱۶) سعید بن مسروق الثوری
(۱۷) سلمہ بن کہیل (۱۸) سماک بن حرب
(۱۹) شداد بن عبدالرحمٰن (۲۰) ربیعہ بن ابی عبدالرحمٰن
(۲۱) ابوجعفر محمد الباقر (۲۲) اسماعیل بن عبدالملک
(۲۳) حارث بن عبدالرحمٰن (۲۴) حسن بن عبداللہ
(۲۵) حکم بن عتیبہ (۲۶) طریف بن سفیان العدی
(۲۷) عامر بن سبیعی (۲۸) عبدالکریم بن ابن امیہ
(۲۹) عطاء بن سائب (۳۰) مہارب بن وثار
(۳۱) محمد بن سائب (۳۲) معن بن عبدالرحمٰن
(۳۳) منصور بن معتمر (۳۴) ہشام بن عمروہ
(۳۵) یحیٰ بن سعید (۳۶) ابوزبیر مکی رضی اللہ عنہم (۱۰)

امام اعظم اور عمل بالحدیث:

بعض معاندین اہلسنت و منکرین تقلیدیوں ہی منکرین حدیث امام اعظم، ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر یہ الزم لگاتے ہیں کہ وہ حدیث رسول پر اپنے قیاس کو ترجیح دیتے ہیں۔ جبکہ حقیقت سے اس کا کچھ تعلق نہیں اس بے جا الزام کی تردید کے لئے سنت خیر الانام سے بطور اقتباس یہ سطریں پیش کی جارہی ہیں حقیقت بیں نظریں جن کے مطالعہ سے ضرور محظوظ ہوں گی۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ایک حدیث مروی ہے کان النبی ﷺ اذاخرج اقرع بین نسائه۔

کہ حضور جس وقت سفر پر تشریف لے جاتے تھے تو اپنی ازواج مطہرات میں قرعہ اندازی فرماتے جس کے نام کا قرعہ نکلتا اسے معیت وہمرکابی کا شرف نصیب ہوتا۔

اس حدیث پر حضرت امام اعظم علیہ الرحمۃ کا نام لے کر اعتراض کیا گیا ہے کہ امام صاحب نے یہ کہہ کر اس حدیث سے انکار کر دیا کہ قرعہ اندازی اصولاً قمار بازی ہے جو حرام ہے اس لئے اس حدیث کو کیسے صحیح مانا جاسکتا ہے۔

معلوم نہیں انہوں نے امام صاحب کے یہ الفاظ کہاں سے نقل کیئے ہیں معتبر اور مشہور کتب میں تو امام صاحب کا یہ قول منقول ہے:

"حکی ابن المنذر عن ابی حنیفة انه جوزها وقال هی فی القیاس لاتستقیم ولکنا نترک القیاس فی ذٰلک للاثار والسنة۔ (عمدۃ القاری باب ھل یقرع فی القمۃ)

"ابن منذر نے امام ابوحنیفہ سے نقل کیا ہے کہ آپ قرعہ اندازی کو جائز سمجھتے تھے اور کہتے تھے کہ قیاساً تو قرعہ اندازی درست معلوم نہیں ہوتی، لیکن ہم قیاس کو آثار اور سنتِ نبوی کے لئے ترک کر دیتے ہیں"

حدیث کی شرح کرتے ہوئے علامہ عینی لکھتے ہیں:

کہ اس حدیث سے ثابت ہوا کہ عورتوں کے درمیان قرعہ اندازی کرنا صحیح ہے امام مالک، رحمۃ اللہ علیہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ اور جمہور علماء نے مختلف امور میں قرعہ اندازی کے جواز کے لئے اسی حدیث سے استدلال کیا ہے بعض نے کہا ہے کہ مشہور یہ ہے کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اس کو باطل سمجھتے ہیں، علامہ عینی کہتے ہیں کہ یہ بالکل غلط ہے، امام صاحب سے ہرگز یہ مشہور نہیں امام صاحب نے ہرگز ایسا نہیں کہا، بلکہ آپ نے تو یہ کہا ہے کہ قیاس اس سے انکار کرتا ہے کیونکہ اس میں استحقاق ملحوظ نہیں بلکہ اس میں کام کو قرعہ نکلنے سے معلّق کیا جاتا ہے اور یہ جوا ہے، لیکن آثار (یعنی اقوال صحابہ و تابعین) اور عہدِ رسالت سے آج تک امت کے اس پر عمل پیرا رہنے کے لئے ہم اپنے اس قیاس کو ترک کرتے ہیں۔ حضور ﷺ کا یہ فعل (قرعہ اندازی) ازواج مطہرات کے پاسِ خاطر کے لئے ہوا کرتا تھا۔

عام طور پر منکرین کو یہ کہتے سنا جاتا ہے کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ جب کسی حدیث کو اپنے قیاس کے مطابق نہیں پاتے تھے تو حدیث کو ترک کر دیا کرتے اور اپنے قیاس پر عمل کرتے اور اسی چیز کو وہ اپنے لئے ترکِ سنت کی سند قرار دیتے تھے۔ کیا واقعی امام صاحب اپنے قیاس کے مقابلہ میں اپنے نبی ﷺ کے ارشاد کو ترک کر دیتے تھے؟ یا یہ الزام ہے اور بالکل بے بنیاد اور جھوٹا الزام؟

اب امام صاحب کے اپنے چند اقوال کا مطالعہ فرمایئے تاکہ پھر کسی مزید شک وشبہہ کی گنجائش نہ رہے، آپ اپنے طریقۂ اجتہاد کو بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

ترجمہ: "ہم سب سے پہلے کتاب اللہ پر عمل کرتے ہیں۔ اس کے بعد سنّتِ رسول اللہ پر اس کے بعد صحابہ کرام کے فیصلوں پر نظر کرتے ہیں۔ جن مسائل میں وہ متفق ہوں۔ ان پر عمل کرتے ہیں۔ اور جن میں ان کا (نصِ قرآن یا حدیث نہ ہونے کے باعث) اختلاف ہو، وہاں ہم علّت حکم کے وجود سے ایک حکم کو دوسرے حکم پر قیاس کرتے ہیں۔ یہاں تک کہ حقیقت واضح ہو جاتی ہے"

آپ کا یہ ارشاد سنئے، یقیناً تقویتِ ایمان کا باعث ہوگا:

"آپ کہا کرتے تھے کہ جو چیز رسول اللہ ﷺ سے ہمیں پہنچے وہ

ہمارے سر اور آنکھوں پر ہے میرے ماں باپ حضور ﷺ پر قربان ہوں اور ہماری یہ مجال نہیں کہ ہم حضور ﷺ کے کسی فرمان کی مخالفت کریں''۔ (سنت خیر الانام از پیر کرم شاہ ازہری علیہ الرحمہ)

یہ وہ اقوال ہیں جن کی روشنی میں آپ خود ہی فیصلہ کر سکتے ہیں کہ منکرین تقلید سنت کا یہ دعویٰ کرنا کہ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اپنے قیاس کو سنت مصطفےٰ ﷺ پر ترجیح دیتے تھے کہاں تک صحیح اور درست قرار دیا جاسکتا ہے۔

تصانیف: زمانۂ تابعین میں تصنیف وتالیف کا کوئی مستقل رواج نہیں تھا، لوگ حفاظ اور اپنی یادداشت سے استفادہ کرتے، فقہی ترتیب پر تصیف وتالیف کا باقاعدہ اہتمام دوسری صدی ہجری سے ہوا کچھ علماء نے کتابیں لکھیں، امام اعظم علیہ الرحمہ نے کوفہ میں تدوین فقہ کے لئے اپنے تلامذہ کولیکر مجلس فقہی قائم کی۔ شاگردوں کو احادیث اور فقہ کا املا کرایا، تلامذہ نے اسے اپنے اپنے حلقوں میں روایت کیا اس لئے یہ روایتیں ان کی طرف منسوب ہوگئیں۔ حقیقت میں ان کے تلامذہ کی طرف منسوب کتابیں امام صاحب ہی کی تصنیفات ہیں۔ پھر بھی کچھ کتابیں آپ کے نام باقی رہ گئیں وہ یہ ہیں:

(۱) الفقه الاکبر (۲) رساله الی السبئ

(۳) العالم والمتعلم (۴) الرد علی القدریه

تلامذہ: شاگردان امام اعظم بے شمار ہیں۔ وہ حضرات جنہیں درجۂ اجتہاد حاصل ہے ان میں سے چند اسماء گرامی پیشِ خدمت ہیں

(۱) حضرت امام ابو یوسف (۲) حضرت محمد حسن شیبانی

(۳) حضرت امام زفر (۴) حضرت حسن بن زیاد

(۵) حضرت ابو مطیع بلخی (۶) حضرت وکیع

(۷) حضرت عبد اللہ بن مبارک استاد حضرت امام بخاری

(۸) زکریا ابن زائدہ (۹) حفص بن غیاث نخعی

(۱۰) داؤد طائی رئیس الصوفیہ (۱۱) یوسف بن خالد سمتی

(۱۲) اسد بن عمر (۱۳) نوح بن مریم رحمۃ تعالیٰ علیہم اجمعین

وصال: آپ کے سن وصال میں اختلاف ہے۔ ایک روایت میں ہے کہ شعبان ۱۵۰ھ میں وصال ہوا دوسری روایت رجب ۱۵۰ھ کی ہے اور تیسری ۱۵۳ھ کی بھی ملتی ہے کہ آپ بغداد کے قید خانہ میں جاں بحق ہوئے اور کہا جاتا ہے کہ جیل خانہ میں وفات نہیں ہوئی، بلکہ آپ کو زہر کا پیالا دیا گیا، اور آپ نے پینے سے اعراض کیا اور فرمایا کہ مجھے قتل پر آمادہ نہ کرو۔ اس کے بعد آپ کے منہ میں جبراً پیالا انڈیل دیا گیا اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ منصور کہ بارگاہ میں تھے، اور وہیں وفات ہوئی، حسن بن عمارہ نے نماز جنازہ پڑھائی، پچاس ہزار افراد نے نماز میں شرکت کی۔ منصور نے آپکی قبر پر جاکر نماز پڑھی۔

آپ کی قبر شریف بغداد میں ہے، لوگ مزار پُر انوار کی زیارت کرتے اور برکت حاصل کرتے ہیں۔

حوالہ جات

(۱) مسند ابی حنیفہ مع شرح ملا علی قاری، ص ۵۸۴، ۵۸۵، مطبوعہ بیروت

(۲) وفیات الاعیان لابن خلکان ج ۵ ص ۴۰۵ مطبوعہ بیروت

(۳) الخیرات الحسان لابن حجر المکی الشافعی، الفصل الثالث عشر ۱۳، مطبوعہ کراچی

(۶) المیزان الکبریٰ لابن عبد الوہاب شعرانی، ص ۶۳، ۶۴، مطبوعہ ترکی

(۷) الخیرات الحسان، لابن حجر المکی الشافعی، الفصل الثالث عشر ۱۳، مطبوعہ کراچی

(۸) الخیرات الحسان، لابن حجر المکی الشافعی المقدمۃ الثالثۃ ۳، مطبوعہ کراچی

(۹) الخیرات الحسان، لابن حجر المکی الشافعی، المقدمۃ الثالثۃ ۳، مطبوعہ کراچی

(۱۰) وفیات الاعیان، لابن خلکان، ج ص ۴۱۳، مطبوعہ بیروت

(۱۱) تزکرۃ الاولیاء، از فرید الدین عطار، مطبوعہ ترکی

(۱۲) عمدۃ الرعایۃ مقدمہ شرح وقایہ، از عبد الحی فرنگی، ج ۱، ص ۲۳، مطبوعہ، مکتبہ فاروقیہ دہلی۔

معارفِ اسلاف

ابراھیم دھان مکی کا خاندان

اور

فاضل بریلوی

محمد بہاء الدین شاہ*

(۳) عارف باللہ شیخ احمد دھان رحمۃ اللہ علیہ

(م-۱۲۹۴ھ)

ولیٔ کامل استاذ العلماء شیخ احمد بن اسعد احمد بن امام تاج الدین بن احمد بن امام ابراہیم بن عثمان بن عبدالنبی بن عثمان بن عبدالنبی رحمۃ اللہ علیہ، ذی الحجہ ۱۲۲۲ھ/ ۱۸۰۸ء کو مکہ مکرمہ میں پیدا ہوئے۔ صاحب نزھۃ الخواطر نے آپ کا اسم گرامی یوں لکھا:

''السیّد احمد بن عفیف بن اسعد الدھان الحضرمی'' (۳۳)

موصوف کی اس مختصر عبارت میں چار اغلاط ہیں۔ پہلی یہ کہ شیخ احمد دھان ''سید'' خاندان کے فرد نہیں تھے دوسری ''عفیف'' آپ کا لقب ہے نہ کہ والد ماجد کا نام، آپ کے والد کا اسم گرامی اسعد ہے۔ تیسری آپ کے دادا کا نام بھی احمد ہے اسعد نہیں اور چوتھی یہ کہ جنوبی یمن کے علاقہ حضرموت سے آپ کا کوئی تعلق نہیں۔ لہٰذا مذکورہ عبارت یوں ہونا چاہیے تھی ''الشیخ الحفیف، احمد بن اسعد بن احمد بن تاج الدین الدھان المکی''۔ (۳۴)

شیخ احمد دھان نے ابتدائی تعلیم حاصل کرنے کے بعد اکابر علماء کرام شیخ محمد فیصلہ رحمۃ اللہ علیہ (۳۵)، مفتی شافعیہ شیخ احمد دمیاطی مصری مکی مدنی رحمۃ اللہ علیہ (۳۶)، مدرس مسجد حرام عالم جلیل شیخ ابراہیم کسکلی مکی حنفی رحمۃ اللہ علیہ (۳۷)، عارف باللہ صاحب تصانیف مفتی مالکیہ علامہ سید احمد مرزوقی حسنی مصری مکی رحمۃ اللہ علیہ (۳۸)، مفتی بنگال محدث مفسر مدرس مسجد حرام شیخ محمد مراد بنگالی مکی حنفی رحمۃ علیہ (۳۹) صاحب اول الخیرات علامہ اسماعیل آفندی ادجنکلی حنفی رحمۃ اللہ علیہ سے ظاہری و باطنی علوم حاصل کیئے اور فقہ و حدیث میں کمال پایا۔ آپ کے سب سے اہم استاد و مربی علامہ سید احمد مرزوقی رحمۃ اللہ علیہ تھے جو گھر میں درس دیا کرتے جہاں شیخ احمد دھان طویل عرصہ آپ کی خدمت میں حاضر رہے اور بھرپور استفادہ کیا۔

حوالہ جات

(۳۳) نزھۃ الخواطر و بھج المسامع والنواظر، حکیم سید عبدالحیٔ لکھنوی (م-۱۳۴۱ھ)، طبع اول ۱۴۲۰ھ/ ۱۹۹۹ء دار ابن حزم بیروت لبنان، ج۸، ص۱۲۹۶، ۱۲۹۸

(۳۴) معجم مؤلفی مخطوطات مکتبۃ الحرم المکی الشریف، ص۲۷۴، مختصر نشر النور، ص۱۲۹، ۲۴۱۱، نظم الدرر، ص۱۱۳، ۱۶۷، ۱۸۴

(۳۵) سیر و تراجم بعض علمائنا فی القرن الرابع عشر للھجرۃ، عمر عبدالجبار مکی (م-۱۳۹۱ھ)، طبع سوم ۱۴۰۳ھ/۱۹۸۲ء مکتبہ تھامہ جدہ، ص۱۶۰، پر شیخ احمد دھان رحمۃ اللہ علیہ کے اساتذہ میں شیخ محمد فیلہ کا نام درج ہے جو شاید کاتب کی غلطی ہے، درست نام کچھ اور ہوگا۔ پیش نظر

﴿بقیہ صفحہ نمبر 23 پر دیکھیں﴾

*(ناظم: بہاء الدین ذکریا لائبریری، چکوال)

ہوتی تو مدرسہ کا بہت بڑا فائدہ ہوتا۔ پھر ابھی دو سال قبل فقیر نے یوم رضا عرس قادری رضوی کے جلسہ کی دعوت دی تو خط کے جواب میں تحریر کیا میرے بھائی میرے میلسی آنے سے آپ کا کوئی فائدہ نہ ہوگا اور یہاں مدرسہ کا نقصان ہوگا۔ وعظ و تقریر کرنی مجھے نہیں آتی۔ فقیر نے عرض کیا ابھی کچھ عرصہ قبل حضرت علامہ ابو داؤد مولانا محمد صادق صاحب مدظلہ العالی کے مدرسہ جامعہ رضویہ سراج العلوم گوجرانوالہ کے جلسہ میں تشریف لے گئے تھے اور ملتان میں جماعت اہلسنت کی عالمی کانفرنس میں خطبہ دیا تھا تو فقیر کے اشکال کا ازالہ فرماتے ہوئے لکھا کہ حضرت علامہ ابو داؤد مولانا محمد صادق صاحب مدظلہ العالی سے پہلے عرض کر دیا تھا کہ تقریر نہیں کروں گے انہوں نے فرمایا آپ کی حاضری مقصود ہے میں گوجرانوالہ چلا گیا تو کسی نے میری تقریر کا اعلان کر دیا اور میں نے لاؤڈ اسپیکر پر کھڑے ہو کر معذرت عرض کر دی اور فرمایا ملتان کی عالمی سنی کانفرنس میں حضرت امیر جماعت اہلسنت اور اسٹیج پر موجود علماء کرام نے مجھے مجبور کیا کہ خطبہ استقبالیہ آپ نے دینا ہے۔ میں نے مجبوراً وہیں بیٹھے بیٹھے کچھ تھوڑا بہت لکھا پڑھ کر سنا دیا۔ آپ میرے بھائی اور دیرینہ رفیق ہیں آپ جلسہ اور تقریر کے لئے مجھے مجبور نہ کریں۔ میری معذرت قبول فرمائیں میں اس کام کا آدمی نہیں ہوں اور فرمایا ملتان سنی کانفرنس میں فوٹو بازی بہت ہو رہی تھی علماء خاموش تھے میں نے بھرے مجمع میں فوٹو گرافروں، اخباری نمائندوں کی مذمت کی اور فوٹو بازی پر شدت سے منع کیا اور ڈانٹا۔ یہ میری تقریر تھی، جماعت اہلسنت حقیقی قدیمی سے آپ کو بہت پیار تھا ملتان کی عالمی سنی کانفرنس کے لئے ایک لاکھ کا عطیہ بھی مرحمت فرمایا اور امیر جماعت اہلسنت صاحبزادہ مظہر سعید کاظمی زیدہ مجدہ صاحبزادہ حامد سعید کاظمی سلمہ ربہ سے پرخلوص تعاون فرمایا ان کی پرخلوص مساعی کو سراہا بار بار داد تحسین سے نوازا یہاں یہ

بات بھی قابل ذکر ہے کہ وہ کوہ استقامت تھے مسلک اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ سے کوئی انحراف کرتا یا مذبذب ہوں، بے دینوں باطل فرقوں سے ملتا جلتا اتحاد و اشتراک کرتا اس سے نہ صرف سخت متنفر تھے بلکہ کھلم کھلا صلح کلی اتحادی نظریہ کی شدت سے تردید کرتے۔ کمزوریٔ کردار، مرعوبی ماحول کے باعث ایک فیشن کی طرح مسئلہ لاؤڈ اسپیکر پر نماز ایک وباء کی طرح پھیلتا جا رہا ہے مگر مفتی عبدالقیوم علیہ الرحمۃ مسلک اعلیٰ حضرت اور اکابر علماء بریلی شریف کے پابند تھے۔ اس لیے جب ان سے مسئلہ لاؤڈ اسپیکر پر نماز سے متعلق استفسار کیا گیا تو میلسی میں ان کے دو فتاویٰ آئے اور نعیم احمد شیخ قادری رضوی کے پاس شہداد پور سندھ میں ایک مفصل جامع فتویٰ ارسال فرمایا جس کی اصل و نقول ہمارے پاس محفوظ ہیں۔ افسوس کہ ایسے متقی پرہیزگار متبع سنت و شریعت کی نماز جنازہ کو لاؤڈ اسپیکر اور فوٹو بازی کی نحوست سے داغدار کر دیا گیا اور یہ ایک سازش تھی کہ اس طرح کی شرارت سے جواز کا پہلو نکالا جا سکے ورنہ حضرت علامہ مفتی صاحب علیہ الرحمۃ اس قسم کی باتوں کی شدت سے مخالفت فرماتے تھے۔

آخر میں حضرت علامہ مفتی صاحب علیہ الرحمۃ کے ملک بھر میں پھیلے ہوئے ہزاروں تلامذہ سے ملتجیانہ درخواست کروں گا کہ کہ وہ اپنی مادر علمی جامعہ نظامیہ رضویہ کے لئے مسلسل معاونت کرتے رہیں یہی اپنے استاد محترم کو بہترین خراج عقیدت ہے (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ)

چمن میں پھول کا کھلنا تو کوئی بات نہیں
زہے وہ پھول جو گلشن بنائے صحرا کو

مولانا مفتی عبدالقیوم قادری رضوی علیہ الرحمۃ کے چار صاحبزادے ہیں: (۱) مولانا عبدالمصطفیٰ قادری رضوی ہزاروی
(۲) مولانا صاحبزادہ سعید احمد رضوی ہزاروی (۳) مولانا غلام مرتضیٰ رضوی ہزاروی (۴) مولانا غلام مجتبیٰ ہزاروی

کتب میں اس نام کے کسی عالم کا ذکر نہیں ملتا۔

(۳۶) شیخ احمد دمیاطی شافعی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۲۷۰ھ/۱۸۵۴ء) مصر میں پیدا ہوئے آپ شیخ الکبیر علامہ عثمان دمیاطی شافعی خلوتی مصری ثم مکی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۲۶۵ھ) کے بھانجا و شاگرد ہیں۔ شیخ احمد نے مصر میں تعلیم حاصل کرنے کے بعد مکہ مکرمہ ہجرت کی جہاں مسجد حرام میں مدرس ہوئے۔ شیخ احمد دھان اور مفتی شافعیہ علامہ سید احمد بن زینی دحلان رحمۃ اللہ علیہ (م-۱۳۰۴ھ) آپ کے اہم شاگردوں میں سے ہیں۔ ۱۲۶۰ھ کے لگ بھگ مفتی شافعیہ شیخ محمد سعید قدسی مکی رحمۃ اللہ علیہ نے وفات پائی تو ان کی جگہ شیخ احمد دمیاطی بن مفتی شافعیہ کا منصب سنبھالا تا آنکہ ۱۲۷۰ھ میں آپ مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ ہجرت کر گئے اور مسجد نبوی میں حلقہ درس قائم کیا پھر اس برس وفات پائی اور جنت البقیع میں دفن ہوئے۔ مکتبہ مکہ مکرمہ میں آپ کی ''تقریرات علی شرح الورقات'' کا مخطوط موجود ہے۔ (مختصر نشر النور، ص ۸۸-۸۹، نظم الدرر، ص ۱۱۵، فہرس مخطوطات مکتبۃ مکۃ المکرّمۃ، ص ۱۴۰)

(۳۷) شیخ ابراہیم کسکلی مکی حنفی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۲۸۲ھ/ ۱۸۶۵ء) مکہ مکرمہ میں پیدا ہوئے۔ کسکلی کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ آپ کے اجداد ترکی کے علاقہ اسخہ سے ہجرت کر کے آئے تھے یہ لفظ معرب ہو کر کسکلہ ہو گیا اور اس نسبت سے آپ کسکلی کہلائے۔ آپ کے اساتذہ میں مولد النبی ﷺ و کرامات اولیاء وغیرہ کتب کے مصنف محدث و مفسر شیخ محمد صالح رئیس زبیری مکی شافعی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۲۴۰ھ) اور عالم جلیل خاتمۃ المحققین قاضی مکہ و مدرس مسجد حرام شیخ عمر بن عبدالرسول مکی حنفی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۲۴۷ھ) اہم نام ہیں۔ شیخ ابراہیم کسکلی کے فرزند شیخ عبداللہ اسخوی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۳۳۱ھ) بھی علام جلیل اور ۱۳۰۳ھ کو مسجد حرام میں مدرس درجہ اولت تھے۔ (مختصر نشر النور، ص ۵۳، نشر الدرر ضمیمہ، ص ۲)

(۳۸) امام جلیل مفتی مالکیہ مدرس مسجد حرام علامہ سید احمد مرزوقی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۲۶۲ھ/ ۱۸۴۶ء) مصر کے شہر سنباط میں پیدا ہوئے پھر مکہ مکرمہ ہجرت کر آئے جہاں ۱۲۶۱ھ/ میں مفتی مالکیہ بنائے گئے۔ آپ کے شاگردوں میں شیخ احمد دھان، علامہ سید احمد دہلان شافعی جیسے اکابر علماء مکہ کے نام شامل ہیں۔ علامہ مرزوقی نے متعدد کتب تصنیف کیں جن میں سے چند یہ ہیں: عقیدۃ العوام منظوم، طبع مکہ مکرمہ ۱۳۱۷ھ، عصمۃ الانبیاء، منظوم طبع مکہ مکرمہ ۱۳۰۷ھ، فیض الملک العلام شرح علی مولد شرف الانام مخطوط مکتبہ حرم مکی، رسالۃ فی الذکر مخطوط مکتبہ حرم مکی، شرح الاجرومیۃ بنام الفوائد المرزوقیۃ۔ آپ مسجد حرام میں مختلف علوم پر درس دیا کرتے جسے آخر عمر میں تفسیر بیضاوی کے درس تک محدود کر دیا۔ (فہرس دارالکتب المصریۃ، طبع اول ۱۳۴۲ھ/ ۱۹۲۴ء مطبوعہ دارالکتب المصریہ قاہرہ، ج ۱، ص ۱۹۶-۱۹۷، مختصر نشر النور، ص ۱۱۳-۱۱۴، نظم الدرر، ص ۱۱۳-۱۱۴، معجم مؤلفی مخطوطات مکتبۃ الحرم المکی الشریف، ص ۴۴۹-۴۵۰)

(۳۹) شیخ محمد مراد رحمۃ اللہ علیہ (م تقریباً ۱۲۸۰ھ) بنگال میں پیدا ہوئے جہاں سے ہندوستان جا کر وہاں کے لاتعداد علماء سے تعلیم حاصل کی پھر مکہ مکرمہ پہنچے اور مسجد حرام میں مدرس تعینات ہوئے جہاں عرب و ہند کے بکثرت طلباء نے آپ سے تعلیم پائی۔ آپ حدیث فقہ اور تصوف کے علوم پڑھایا کرتے۔ آپ کے دیگر شاگردوں میں مفتی مکہ مکرمہ علامہ سید احمد میرغنی مکی حنفی رحمۃ اللہ علیہ (پ ۱۲۴۰ھ) اہم ہیں۔ شیخ محمد مراد بنگالی نے ستر برس سے زائد عمر میں ۱۲۸۰ھ کے لگ بھگ مکہ مکرمہ میں وفات پائی۔ (مختصر نشر النور، ص ۴۸۰-۴۸۱، ۱۱۸-۱۱۹، نظم الدرر، ص ۱۵۱، ۱۶۳-۱۶۴)

﴿جاری ہے﴾

مولانا غلام مصطفیٰ نجم القادری کو ان کے مقالہ

''امام احمد رضا کا تصور عشق''

عنوان پر میسور یونیورسٹی سے 31 دسمبر 2002ء کو پی۔ایچ۔ڈی کی ڈگری تفویض کر دی گئی ہے۔

معارفِ اسلاف

استاذ العلماء

علامہ مفتی عبدالقیوم

قادری رضوی ہزاروی کی رحلت

علامہ محمد حسن علی رضوی بریلوی*

سانحہ ہے ہجر پرور رحلتِ عبدالقیوم
حادثہ ہے روح فرسا رحلتِ عبدالقیوم

برادر طریقت، مفتی شریعت، استاد العلماء، علامہ مفتی عبدالقیوم ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ مہتمم وشیخ الحدیث جامعہ نظامیہ رضویہ، لاہور، بھی اس دور قحط الرجال میں ہم سنیوں کو داغ مفارقت دے گئے دنیائے اہلسنت، حاملان مسلک اعلیٰ حضرت کے لئے یہ ایک المناک سانحہ اور دردناک حادثہ ہے جس کے اثر سے فضاء سنیت و رضویت مدتوں مغموم ومتاثر رہے گی ایسے لوگ موت العالم ثلمۃ فی الدین کے مصداق ہوتے۔

موتِ عالِم موتِ عالَم ثلمہ دین نبی
جان تو جانِ جہاں ، جانِ جہاں بر تو نثار

حضرت علامہ مفتی عبدالقیوم قادری رضوی ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ عصرِ رواں میں امام المدرسین، نازش مسند تدریس، علم وعمل زہد وتقویٰ، اتباعِ سنت وشریعت اور حدیث وفقہ میں اپنے زمانہ کے فرد یگانہ تھے۔ مذکورہ اوصاف جمیلہ، خصائص جلیلہ کے باوجود عجز و انکساری تحمل وبردباری کا حسین پیکر تھے عقیدہ ومسلک کی پختگی مسلک سیدنا مجدد اعظم سرکار اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ سے گہری اور غیر متزلزل دائمی وابستگی اور شبانہ روز درس وتدریس وافتاء میں انہماک ان کی زندگی کا مستقل نصب العین تھا۔ انہیں خالص اہلسنت و جماعت کے باہمی اتحاد، وسیع تر اتحاد اہلسنت سے گہرا شغف تھا وہ تنظیم المدارس اہلسنت کے بانی وصدر تھے اور درحقیقت تنظیم المدارس عبدالقیوم قادری رضوی ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ ہی کا نام تھا جس طرح انہوں نے جامعہ نظامیہ رضویہ کو ایک عظیم عالمی سنی رضوی یونیورسٹی بنایا اور بام عروج پر پہنچایا اسی طرح تنظیم المدارس کو بھی اپنی دن رات کی محنت شاقہ سے ایک موثر فعال ادارہ بنایا یہ کوئی آسان کام نہیں تھا اہلسنت کے طبقات میں جزوی سطحی وفروعی امور میں متشددانہ اختلاف ہے مگر تمام حضرات کو ایک تنظیم سے وابستہ رکھنا خلفشار وانتشار نہ ہونے دینا ان کا نہ صرف کارنامہ تھا بلکہ کرامت ہے یہ دو کارنامے رہتی دنیا تک یادگار رہیں گے اور اہلسنت کے لئے منارۂ نور اور مشعل راہ قرار پائیں گے وہ اصولوں کے معاملہ میں کسی کی تحسین اور کسی کی ملامت سے بے نیاز رہتے تھے معیاری وتعمیری کام کیئے چلے جاتے تھے وہ آپس میں محاذ آرائی کے قائل نہ تھے کسی بھی صورت میں باہمی الجھاؤ کو سنیت کے لئے تباہ کن سمجھتے تھے لیکن جہاں اصولوں کی بات ہوتی ہر حال، ہر صورت میں سیدنا مجدد اعظم سرکار اعلیٰ حضرت امام اہلسنت فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مسلک حق کا اتباع کرتے تھے ابھی چار سال پہلے کی بات ہے کہ پہلے مسجد خراسیاں میں

*(مقام رضا، مدینہ ٹاؤن، میلسی، پنجاب)

اسپیکر استعمال ہوتا تھا لیکن جب فقیر راقم الحروف نے شہزادۂ اعلیٰ حضرت حضور سیدنا مفتی اعظم سجادہ نشین بریلی شریف، سیدنا برہان ملت علامہ مفتی برہان الحق قادری جبل پوری، سیدنا صدر الصدور صدر الشریعت مصنف بہار شریعت، صدر الافاضل مراد آبادی، محدث اعظم ہند کچھوچھوی۔ حضور محدث اعظم پاکستان لائلپوری، مفتی اعظم پاکستان سید صاحب قبلہ علامہ قاری سید محمد خلیل الکاظمی قدست اسرارہم کے فتاویٰ مبارکہ دکھائے تو فوراً مان گئے ان میں ضد وعناد کا عنصر مطلقاً نہ تھا۔ اسپیکر فوراً بند کرا دیا حالانکہ مسجد اوقاف کے کنٹرول میں تھی۔

برادر طریقت علامہ مفتی عبدالقیوم قادری رضوی ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ اور آپ کے آباؤ اجداد مانسہرہ ہزارہ کے رہنے والے تھے بعد میں چک نمبر ۱۲۶ ر گ ب جڑانوالہ ضلع لائلپور میں سکونت پذیر رہے۔ ابتدائی تعلیم کے بعد جملہ علوم فنون درس نظامی کی تمام کتابیں دارالعلوم مرکزی حزب الاحناف، دہلی دروازہ، لاہور میں خلیفہ اعلیٰ حضرت مفتی پاکستان علامہ ابوالبرکات سید احمد قادری رضوی رحمۃ اللہ علیہ اور شیخ المعقول جلالۃ العلم علامہ غلام رسول قادری رضوی رحمۃ اللہ علیہ سے پڑھیں اور ۱۳۷۵ھ/ ۱۹۵۵ء میں حزب الاحناف لاہور سے دورۂ حدیث شریف پڑھ کر فارغ التحصیل ہوئے اور نائب اعلیٰ حضرت مظہر صدر الشریعت حضور محدث اعظم پاکستان حضرت علامہ ابوالفضل محمد سردار احمد صاحب قدس سرۃ العزیز سے شرف بیعت حاصل کیا حضور سیدی امام اہلسنت قبلہ محدث اعظم پاکستان قدس سرہ نے آپ کو سمندری شہر میں امام وخطیب مقرر فرما دیا۔ یہ شہر ماشاء اللہ اور دیگر مقامات کی طرح قادریوں رضویوں کا گڑھ ہے محدث اعظم علیہ الرحمۃ نے آپ کو سمندری میں مدرسہ اہلسنت قائم کرنے کا بھی حکم دیا۔ برادر طریقت علامہ مفتی عبدالقیوم قادری رضوی ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ کا طبعی میلان درس وتدریس کی طرف تھا اس لئے سیدنا حضور محدث اعظم پاکستان علیہ الرحمۃ نے مدرسہ قائم کرنے کی تلقین فرمائی مگر مفتی صاحب علیہ الرحمۃ ایک دو ہفتہ کے بعد واپس آ کر مفتی صاحب علیہ الرحمۃ نے حضرت صاحب قبلہ مرشد برحق علیہ الرحمۃ کے حضور رپورٹ پیش کر دی کہ وہاں کے احباب کو امامت وخطابت سے دلچسپی ہے، مدرسہ اور تدریس سے دلچسپی نہیں اس سے قبل علامہ مفتی عبدالقیوم قادری رضوی ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ جامعہ حنفیہ قصور شہر میں بھی بطور مدرس درس وتدریس کر چکے تھے۔ اسی دوران علامہ مفتی عبدالقیوم قادری رضوی ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے پیرومرشد سیدی حضور محدث اعظم سے درخواست کی حضور میری دیرینہ خواہش اور پرانی آرزو ہے کہ میں آپ سے دورۂ حدیث شریف پڑھ کر شرف تلمذ حاصل کروں حضور محدث اعظم پاکستان علیہ الرحمۃ نے اجازت دے دی اور آپ ایک سال دورۂ حدیث شریف پڑھ کر فارغ التحصیل ہوئے دستار فضیلت اور سند فراغت سے نوازے گئے اور پھر حضرت صاحب قبلہ قدس سرہ نے آپ کو مولانا عبدالغفور صاحب کی درخواست پر پیر محل ضلع لائلپور مدرسہ اہلسنت میں صدر مدرس مقرر کر دیا وہاں مشاہرہ بھی اچھا تھا آرام وآسائش کا سامان بھی خوب تھا محنت ولگن سے پڑھنے والے باذوق طلباء متوسط و بالائی کتب کے نہ تھے رمضان المبارک کی تعطیلات میں اپنا گاؤں چک نمبر ۱۲۶ ر جڑانوالہ آ گئے تو حضرت سید محدث اعظم پاکستان نے پھر طلب فرمایا اور ارشاد فرمایا آپ کے استاد مولانا غلام رسول صاحب رضوی نے مسجد خراسیاں لاہور میں مدرسہ جامعہ نظامیہ رضویہ قائم کیا ہے وہ کہتے ہیں مولوی عبدالقیوم صاحب کو یہاں لاہور بھیج دو اور پیر محل میں کسی اور عالم مدرس کا انتظام فرما دو۔ لہٰذا علامہ مفتی عبدالقیوم قادری رضوی ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ بلاتردد و بلا تکلف جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور پہنچ گئے یہاں اگرچہ وہ سہولتیں نہیں تھیں جو پیر محل میں تھیں مگر علامہ مفتی

عبدالقیوم قادری رضوی ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ نے ہر قسم کے آرام و آسائش کی پرواہ کیئے بغیر متوسط اور منتہی اسباق کے طلباء کو کمال مہارت ومحنت سے پڑھایا طلباء کی جھرمٹ میں آپ کا دل لگ گیا ان دنوں جامعہ نظامیہ رضویہ میں غربت وافلاس کا سایہ تھا مخدوم اہلسنت حضرت صاحبزادہ مولانا پیر قاضی محمد فضل رسول حیدر رضوی زید مجدہ بھی شیخ المعقول علامہ غلام رسول صاحب رضوی علیہ الرحمۃ کے حلقۂ درس میں شامل زیر تعلیم تھے فقیر اکثر آتا جاتا حاضر ہوا کرتا تھا علامہ غلام رسول رضوی اور علامہ مفتی عبدالقیوم قادری رضوی ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ کے ارد گرد طلباء کا اژدہام ہوتا تھا اور بظاہر بے سروسامانی کا عالم تھا علامہ مفتی عبدالقیوم قادری رضوی ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ درس و تدریس کے علاوہ دارالعلوم کا نظم ونسق بھی چلاتے آپ حیران ہوں گے رجب المرجب اور رمضان المبارک میں بذریعہ ڈاک مخیّر حضرات سے زکوٰۃ وصول کرنے کیلئے دو دو تین تین ہزار لفافے اور منی آرڈر فارم کے کوپن پر کرلیا کرتے تھے امام اہلسنت محدث اعظم پاکستان علیہ الرحمۃ کے وصال شریف کے بعد شیخ المعقول شیخ الحدیث علامہ غلام رسول رضوی جامعہ رضویہ مظہر اسلام یادگار رضا پاکستان میں شیخ الحدیث مقرر کردیئے گئے اور جامعہ نظامیہ رضویہ حضرت علامہ مفتی عبدالقیوم قادری رضوی ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ کے سپرد ہوا۔ آپ نے بے سروسامانی اور مفلسی کے عالم میں بڑے خلوص وایثار اور محنت شاقہ سے جامعہ نظامیہ رضویہ کو بام عروج پر پہنچایا مسجد خراسیاں سے متصل باغیچی عبدالصمد خان بدقماش لوگوں کا اڈا تھی بہت جھگڑالو لوگوں سے سامنا کرنا پڑا اور بزرگان دین مشائخ سلسلہ کی برکت سے آپ کا خلوص اور ایثار کا جذبہ رنگ لایا آج اسی جگہ فلک بوس حسین عمارات نظر آرہی ہیں اور ہزاروں طلباء کی چہل پہل ہے۔ پھر جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور کے دارالعلوم سے بڑھ کر وسیع وعریض قطع اراضی پر عظیم الشان فقید المثال عمارت سنی عربی یونیورسٹی جامعہ نظامیہ رضویہ شیخوپورہ کی پرشکوہ عمارت اور مسجد کی مثالی عمارت سب کے سامنے ہے اور دعوت نظارہ دے رہی ہے۔ یہ سب کچھ خلوص ومحنت کی برکت اور اکابر کے مسلک وطریقہ پر استقامت کا حسین ثمرہ ہے۔ ہزاروں طلبہ فیض یاب ہورہے ہیں، لاکھوں روپیہ ماہانہ کا خرچہ کہاں سے آرہا ہے؟ کون دے رہا ہے؟ ہزاروں طلباء کو کون کفیل ہے؟ یہ کسی کو پتہ نہیں محنت اور کام دیکھ کر بڑی سلیقہ شعاری اور رازداری سے مخیّر حضرات خود خدمت کی سعادت حاصل کرتے ہیں۔

فقیر راقم الحروف اپنے برادر طریقت مفتی صاحب علیہ الرحمۃ سے عمر میں بھی چھوٹا تھا علم واعمال میں بھی بہت کم تھا مگر وہ اپنے بڑوں کی طرح عزت ومحبت وقدر کرتے تھے اور فقیر کو دیکھ کر باغ و بہار ہوجاتے تھے۔ مجھ فقیر گنہگار عصیاں شعار کو بریلی شریف اور مسلک رضا کی نشانی قرار دیتے تھے فقیر نے ایک بار خط لکھا کہ فقیر زادہ مولوی سردار احمد رضا مصطفوی رضوی جامعہ نظامیہ رضویہ میں داخل ہوکر پڑھنا چاہتا ہے داخل فرمالیں اور نماز کی امامت کیلئے اس کو کسی مسجد کا انتظام کرادیں۔ مجھ سے بھی وہی اصول کی بات کی اور کوئی رعایت نہ دی میرے خط کے جواب میں تحریر فرمایا کہ امتحان لیکر داخل کریں گے اور مسجد وغیرہ کی امامت کا خیال چھوڑ کر آئیں صرف تعلیم حاصل کرنے کی نیت کرکے صاحبزادہ صاحب تشریف لائیں بالآخر رنج تو بہت ہوا مگر انہوں نے علامہ عبدالحکیم شرف قادری صاحب اور علامہ حافظ عبدالستار صاحب جیسے ذی استعداد مدرسین کے ذریعے امتحان لے کر داخل کیا اور کوئی رعایت نہ برتی۔ ایک بار فقیر نے میلسی کے عرس قادری رضوی یوم رضا کی دعوت دی جوابی خط لکھا تو جواب آیا میرے بھائی میں یہاں مدرسہ میں بیٹھ کر ہی کچھ خدمت کرسکتا ہوں، نہ پیری مریدی ہے نہ خطابت کا فن آتا ہے۔ اگر یہ دونوں چیزیں

﴿بقیہ صفحہ نمبر 22 پر دیکھیں﴾

آپ کا معارف

فروغِ رضویات کا سفر، وسیلۂ ظفر

اپنے دیس...... بنگلہ دیس میں

صاحبزادہ سید وجاہت رسول قادری

چالیس سال (۱۹۶۴ء) کے بعد جب یہ راقم ڈھاکہ ایئرپورٹ پر اترا تو ہر چیز بدلی بدلی سی نظر آئی (۳)۔ ایئرپورٹ کی عمارت زمین و آسمان، وہاں کے لوگ، ان کا زبان و بیان سب کچھ! جب راقم امیگریشن سے پاسپورٹ پر دخول کا اسٹیمپ لگا کر نکل رہا تھا تو سوچنے لگا کہ آج سے چالیس سال قبل جب یہ فقیر پاکستان ایئر لائن کی پرواز سے کراچی روانہ ہوا تھا تو ڈھاکہ ایئرپورٹ نسبتاً ایک چھوٹا ایئرپورٹ تھا اب اس کی عمارت بھی بڑی ہے اور ایئرپورٹ بھی بڑا ہے، یہاں پر کاؤنٹر پر بنگال کے ساتھ اردو سائن بورڈ بھی ہوتے تھے اب اردو بظاہر یہاں سے ''دیس نکالا'' ہو چکی ہے۔ حالانکہ غیر منقسم ہند کی طرح آج بھی یہی زبان قراقرم سے لیکر راس کماری تک اور چمن سے لیکر مدینۃ الاولیاء چٹا گانگ تک دو مختلف اللغات افراد کے درمیان اظہار مدعا اور رابطے کا ذریعہ یہی منفرد زبان ہے اور پھر سب سے بڑھ کر یہ کہ برصغیر پاک و ہند اور بنگلہ دیش میں ورثۃ العلوم الاسلامی کی اصل وارث یہی زبان (اردو) ہے۔ اللہ جزائے خیر دے بنگلہ دیش کے سابق صدر جنرل ضیاء الرحمٰن مرحوم کو انہوں نے ڈھاکہ ایئرپورٹ پر عربی رسم الخط میں یہ تحریر لکھوا کر ''ضیاء مطار ڈھاکہ'' اردو کی یادگار کو باقی رکھا

جب راقم امیگریشن سے فارغ ہو کر ڈھاکہ ایئرپورٹ سے نکل رہا تھا تو شیشے سے باہر مسافروں کا استقبال کرنے والوں پر نظر ڈالی اچانک فاضل نوجوان علامہ ڈاکٹر سید ارشاد احمد بخاری حفظہ الباری پر نظر پڑی جو ہاتھ ہلا کر ناچیز کو اپنی طرف متوجہ کر رہے تھے (۴) راقم کو اطمینان ہوا کہ اس اجنبی شہر میں کوئی جان پہچانکو ملا اور یہ کہ اب چٹا گانگ تک کا سفر آسان ہو جائے گا۔ جبکہ فقیر باہر آیا تو انہوں نے نہایت گرمجوشی سے استقبال کیا اور خوش آمدید کہا۔ اس وقت سخت بارش ہو چکی تھی، انہوں نے فرمایا کہ وہ ایئرپورٹ پر فجر کی نماز سے قبل ہی آ گئے تھے اور رات ہی بذریعہ بس دیناجپور سے ڈھاکہ پہنچے، انہوں نے مزید فرمایا کہ جہاز تقریباً ڈیڑھ گھنٹہ لیٹ پہنچا۔ پھر ہم دونوں ٹیکسی میں بیٹھ کر بس اسٹینڈ گئے تاکہ مدینۃ الاولیاء چٹا گانگ جانے والی بس پکڑی جائے کیونکہ بخاری صاحب نے بتایا کہ مدینۃ الاولیاء چٹا گانگ کی فلائٹ میں جگہ نہیں ہے اب ہم ایئر کنڈیشن بس سے مدینۃ الاولیاء چٹا گانگ فوراً روانہ ہو جاتے ہیں۔ ۵/۶ گھنٹوں میں پہنچ جائیں گے کانفرنس ۳ بجے دن میں شروع ہوگی، اس وقت صبح کے ۹ بجے ہیں ہم ان شاءاللہ وقت سے پہنچ جائیں گے۔ یہ بس ٹرین سے بہتر رہے گی۔ لیکن ایئر کنڈیشن بس میں جگہ نہیں تھی دوسری بس ۳ بجے شام کو جانی تھی تو ہم لوگوں نے سوچا کہ بغیر اے سی کی بس سے چلا جائے اور وہ ہر وقت چلتی رہتی ہے۔ راقم نے اس پر کہا کہ ہم موتی جھیل کے علاقہ کے اگر قریب ہوں تو یہاں ہمارے حبیب بینک کے ایک برانچ ہے۔ آج کل وہاں کے کنٹری منیجر عبدالحئی صاحب

کراچی سے تعلق رکھتے ہیں ان سے مل کر پھر بس اسٹینڈ چلتے ہے،
ڈاکٹر بخاری صاحب نے فرمایا موتی جھیل کا علاقہ بالکل قریب ہے
اور میں نے حبیب بینک کی برانچ دیکھی ہے۔ انہوں نے سائیکل
رکشے کو بلایا اور ہم لوگ مع سامان سوار ہو کر وہاں پہنچے۔ ملاقات اور
علیک سلیک کے بعد عبدالحیٰ صاحب نے دریافت کیا کہ آپ کیا پئیں
گے، راقم نے کہا نہ چائے نہ ٹھنڈا مشروب ہم بنگلہ دیش میں ہیں،
ڈاب (کچے ناریل) کا پانی منگوا دیں یہاں سے راقم نے اپنے منجھلے
بھائی سید صباحت رسول قادری صاحب کی ایک پھوپھیا ساس کو جو
بنگلہ دیش بننے کے بعد یہیں رہ گئیں تھیں، فون کیا لیکن غالباً وہ گھر پر
نہیں تھیں یا پھر وہ فون نمبر تبدیل ہو چکا تھا۔ ہم نے سامان کچھ دیر کیلئے
بینک میں چھوڑا۔ بخاری صاحب نے کہا تھوڑی دیر کیلئے باہر چلتے ہیں
پھر وہ راقم کو ریسٹورانٹ میں لائے انہوں نے فرمایا یہاں بکری کے
پائے کی یخنی بہت اچھی ہوتی ہے اور چائے بھی بہت عمدہ ہم یہاں
ناشتہ کرتے ہیں اس کے بعد پھر ایک دوسرے بس اسٹینڈ پر جا کر
ایئر کنڈیشن بس کے ٹکٹ کی کوشش کرتے ہیں۔ اسی دوران وقفہ وقفہ
سے بارش ہو رہی تھی، کبھی تیز ہو جاتی تھی لیکن بالکل بند نہیں ہو رہی
تھی۔ یہاں سے فارغ ہو کر ہم نے بینک سے سامان اٹھایا اور سائیکل
رکشہ پر بس اسٹینڈ تک گئے (۵)

لیکن یہاں بھی ٹکٹ نہیں ملا تو پھر ایک دوسرے بس اسٹینڈ
سے بغیر اے سی والی بس میں سوار ہوئے بس مقررہ وقت ۱۲ بجے
(دن) کے بجائے تقریباً ڈیڑھ بجے روانہ ہوئی اور تقریباً ۷ بجے شام
مدینۃ الاولیاء چٹا گانگ پہنچی۔ راستے بھر سخت بارش رہی اور سیلابی پانی
کے مناظر دیکھنے میں آئے۔

حوالہ جات:

(۳) راقم ستمبر ۱۹۴۷ء تا مارچ ۱۹۶۴ء سابق مشرقی پاکستان میں مقیم رہا۔ ۱۹۴۷ء میں تقسیم ہند اور قیام پاکستان کے بعد فقیر کے والد مولانا سید وزارت رسول قادری رحمہ اللہ جو ایسٹ انڈین ریلوے میں ملازم تھے، مغل سرائے، نزد بنارس، یو پی، انڈیا سے تبادلہ ہو کر ایشورڈی ضلع پبنہ مشرقی پاکستان آ گئے تھے اور یہاں ایسٹ پاکستان ریلوے میں بحیثیت ٹکٹ ٹرین ایگزامنر کام کرنے لگے تھے۔ راقم نے جب ۱۹۵۷ء میں میٹرک پاس کیا تو والد صاحب قبلہ راجشاہی منتقل ہو گئے تھے، یہیں راقم نے راجشاہی گورنمنٹ کالج سے B-A کیا پھر راجشاہی یونیوسٹی سے ۱۹۶۳ء میں M.A (Economics) کیا اور مارچ ۱۹۶۴ء میں کراچی آ گیا۔ مزید تفصیل کے لئے ملاحظہ فرمائیں فقیر کا کتابچہ ''تذکرۂ مولانا سید وزارت رسول قادری'' (وجاہت)

(۴) علامہ ڈاکٹر سید ارشاد احمد بخاری زید عنایتہ سے یہ فقیر کی دوسری ملاقات تھی۔ پہلی ملاقات بریلی شریف میں ۲۰۰۱ء میں عرس اعلیٰ حضرت اور جشن صد سالہ (منظر اسلام) کے موقع پر ہوئی تھی۔ زیب سجادہ مولانا سبحان رضا خان صاحب کی قیام گاہ پر ہم دونوں کے کمرے ساتھ ساتھ تھے۔ فقیر کے ساتھ علامہ مولانا نصر اللہ خان افغانی، علامہ مولانا جمیل احمد نعیمی، مولانا احمد رضا ابن علامہ مولانا نصر اللہ خان، راولپنڈی سے آئے ہوئے عزیزی پروفیسر مجیب احمد صاحب (حال مقیم لاہور لکچرار ڈپارٹمنٹ آف ہسٹری، پنجاب یونیورسٹی، اور محترم ڈاکٹر سید ارشاد صاحب جامعہ احمدیہ عالیہ، کے ساتھ بنگلہ دیش چٹا گانگ سے آئے ہوئے شاعر اہلسنت مولانا انیس الزماں استاذ مولانا قاضی سید شاھد الرحمٰن ہاشمی صاحب، مولانا محمد نظام الدین صاحب، مولانا نظام الدین صاحب استاذ جامعہ طیبیہ السلامیہ سنیہ (مدینۃ الاولیاء، چٹا گانگ) وغیرہم تھے علامہ ڈاکٹر سید ارشاد احمد بخاری صاحب کا تعارف اس مضمون میں مناسب مقام پر آئے گا۔ (وجاہت)

(۵) راقم کو دیکھ تعجب ہوا کہ ڈھاکہ جیسے بڑے شہر اور بنگلہ دیش کی راجہ دھانی میں اب بھی سائیکل رکشے چلے رہے ہیں جبکہ پاکستان میں اب یہ کسی بھی شہر میں نہیں۔ یہ رکشے ڈھاکہ شہر میں ہزاروں ہزار کی تعداد میں ہیں اور ان کی وجہ چوڑی چوڑی سڑکوں پر ٹریفک نہایت ہی سست روی سے چلتا ہے بلکہ ٹریفک کا نظام درھم برھم نظر آتا ہے۔ غربت کی وجہ سے کوئی حکومت اس کو ختم نہیں کر سکی نہ اس کا متبادل روزگار ان رکشا ڈرائیوروں کو مہیا کر سکتی ہے۔ لاکھوں لاکھ آدمی اس سے روزگار سے وابستہ ہیں بلکہ بعض شہروں مثلاً دیناجپور، سید پور، پاربتی پور اور دیگر بڑے شہروں کے مضافات اور چھوٹے شہروں اور قصبوں میں تو سائیکل رکشے کے علاوہ کوئی دوسرا ذریعہ نقل و حمل بھی نہیں، اور بعض جگہ تو بسیں بھی نہیں چلتی ہیں البتہ ڈھاکہ، مدینۃ الاولیاء چٹا گانگ، راجشاہی وغیرہ میں بسیں چلتی ہیں۔ پیلی ٹیکسی اور موٹر رکشے بھی چلتے ہیں لیکن سائیکل رکشوں کی تعداد پھر بھی ان شہروں میں کہیں زیادہ ہے۔ (جاری ہے)

خواتین کا معارف

ماں کی دعا ، بددعا

علامہ سید سعادت علی قادری *

ماں کی دعا:

حضرت موسیٰ علیہ السلام کا یہ واقعہ مشہور ہے کہ انہوں نے اللہ سے دعا کی کہ مجھے دنیا ہی میں اس شخص سے ملا دے جو جنت میں میرے ساتھ ہوگا پس آپ کو حکم ہوا کہ فلاں جگہ جاؤ، وہاں ایک قصائی ہے جو تمہارے ساتھ جنت میں ہوگا، آپ تلاش کرتے کرتے قصائی کی دکان پر پہنچے اور سارا دن کھڑے دیکھتے رہے کہ آخر اس شخص میں کون سی خوبی ہے جس کے سبب اس کو یہ بلند مرتبہ حاصل ہوا کہ یہ جنت میں میرے ساتھ ہوگا، لیکن کوشش بسیار کے باوجود آپ کو بظاہر اس میں کوئی خوبی نظر نہ آئی جب شام کو قصائی گھر جانے لگا تو آپ اس کے ساتھ ہولیئے تا کہ دیکھ سکیں کہ یہ شخص گھر میں ایسی کون سے خاص عبادت یا خاص عمل کرتا ہے جس کا اللہ کی طرف سے اس کو ایسا عظیم صلہ دیا گیا ہے، قصائی گھر پہنچا تو اس کی بیوی بچوں کا حال پوچھنے سے پہلے ایک بوڑھی سے اس کا حال دریافت کیا پھر اس کا منہ دھلایا، اور اسے کھانا کھلانے، اس کا دل بہلانے میں مصروف ہوگیا، بوڑھی کھانے سے فارغ ہوئی تو نہایت مسرت اور عاجزی کے ساتھ اس نے ہاتھ اٹھا کر اس طرح دعا کی:

''اے اللہ میرے بچے کو دنیا میں خوش رکھ اور آخرت میں اس کو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ جنت میں جگہ دے''

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے قصائی سے پوچھا تمہاری ماں تمہیں جو دعا دیتی ہے، کیا وہ قبول ہوئی، وہ بولا ماں کی ایک دعا تو یقیناً قبول ہے، کہ اللہ نے مجھے دنیا میں چین، سکھ اور فراخی عطا فرمائی ہے میں خوشیوں سے مالا مال ہوں، اور مجھے یقین ہے کہ اس کی دوسری دعا بھی قبول فرمائے گا، کہ مجھے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ جنت میں جگہ نصیب ہوگی۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے قصائی کو گلے لگایا اور فرمایا میں ہی موسیٰ ہوں، تمہیں مژدہ ہو کہ اللہ نے مجھے خبر دی ہے کہ تو ہی میرے ساتھ جنت میں ہوگا تیری بوڑھی ماں کی یہ دعا بھی مقبول ہے۔

حضرت امام بخاری رحمہ اللہ علیہ بچپن میں کسی بیماری کے سبب نابینا ہوگئے تھے، بہت علاج کیا گیا لیکن کوئی اثر نہ ہوا ماں روتی اور بچے کے لئے ہاتھ پھیلا پھیلا کر دعا کرتی تھی، کہ ایک رات خواب میں حضرت سیدنا ابراھیم علیہ السلام کی زیارت ہوئی، آپ نے مژدہ دیا کہ اللہ نے تیری دعا قبول کرلی ہے اور تیرے بچے کو بینائی عطا فرمادی ہے صبح دیکھا تو واقعی بچہ سب کچھ دیکھ رہا تھا۔ (مرقات)

عزیزو! ماں کی خدمت واطاعت کرو اور اس کی دعائیں حاصل کرنے کی کوشش کرو کہ یہی دنیا کی فلاح اور آخرت کی نجات کا ذریعہ ہیں۔

ماں کی بددعا:

حضرت علامہ زمخشری رحمۃ اللہ علیہ، بڑے عظیم المرتبہ،

*(مبلغ اسلام، مشہور عالم دین اور صاحب تصانیف)

طلباء کا معارف

فاضل بریلوی کے تعلیمی نظریات

پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد*

امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ ایک ماہر تعلیم بھی تھے اس لئے ندوۃ العلماء کی نصاب کمیٹی کے وہ ایک اہم رکن تھے، بعد میں بعض وجوہ کی بنا پر علیحدہ ہو گئے وہ خود دارالعلوم منظر اسلام کے بانی بھی تھے اور بکثرت طلبہ کو انہوں نے پڑھایا تھا، تعلیم و تعلم و کے نشیب و فراز سے اچھی طرح باخبر تھے۔ انہوں نے تعلیم و تدریس کے مختلف پہلوؤں پر بحث کرتے ہوئے اپنے نظریات کا اظہار کیا ہے۔ ملت کی ترقی اور نشو و نما کیلئے تعلیم اور نصاب تعلیم کی تشکیل و ترتیب دیتے وقت یہ فیصلہ کرنا ضروری ہے کہ ترقی اور نشو و نما کی نہج کیا ہونی چاہیے۔ نہج کا تعین قومی مزاج، قومی نظریات اور قومی ضرورت کو سامنے رکھ کر کرنا چاہیے۔ اس سلسلے میں فاضل بریلوی کا موقف درج ذیل ہے:

اسلامی تصور: اسلامی تعلیم کو بنیادی حیثیت حاصل ہونی چاہیے۔ تعلیم کا محور دین اسلام ہونا چاہیے کیوں کہ ملت اسلامیہ کے ہر فرد کے لئے یہ جاننا ضروری ہے کہ وہ کیا ہے اور اس کا دین کیا ہے؟

مقصدیت: تعلیم کا بنیادی مقصد خدارسی اور رسول شناسی ہونا چاہیے تا کہ ایک عالم گیر فکر ابھر کر سامنے آئے۔ سائنس اور مفید علوم عقلیہ کی تحصیل میں مضائقہ نہیں مگر ہیئت اشیاء کی معرفت سے زیادہ خالق اشیاء کی معرفت ضروری ہے۔

اولیت: ابتدائی سطح پر رسول اکرم ﷺ کی محبت و عظمت کا نقش طالب علم کے دل پر بٹھایا جائے کہ اس وقت کا بتایا ہوا پتھر کی لکیر ہوتا ہے۔ حضور ﷺ کی محبت کے ساتھ ساتھ آل واصحاب اور اولیاء علماء کی محبت و عظمت دل میں پیدا کی جائے۔

صداقت: جو کچھ پڑھایا جائے وہ حقائق پر مبنی ہو۔ جھوٹی باتیں انسان کی فطرت پر برا اثر ڈالتی ہیں جس طرح جسم کیلئے صحیح غذا ضروری ہے اسی طرح ذہن اور دماغ کیلئے بھی صحیح غذا ضروری ہے۔ صحتِ فکر اسی سے وابستہ ہے۔

افادیت: صرف انہیں علوم کی تعلیم دی جائے جو دین و دنیا میں کام آئیں۔ غیر ضروری اور غیر مفید علوم و فنون کو نصاب سے خارج کر دیا جائے اس سے افراد کی توانائی، مال اور عمر تینوں ضائع ہوتے ہوں جو ایک بڑا قومی نقصان ہے۔

للھیت: اساتذہ کے لئے لازم ہے کہ ان کے دل میں اخلاص و محبت اور قومی تعمیر کی لگن ہو۔ وہ علم کو کھانے کمانے کا ذریعہ نہ بنائیں بلکہ طلبہ کے لئے ایک اعلیٰ نمونہ ہوں۔

حمّیت و غیرت: طلبہ میں خودداری اور خود شناسی کا جوہر پیدا کریں تا کہ وہ دست سوال دراز کرنے کے عادی نہ ہو جائیں اور اپنا جوہر کھو کر معاشرے کے لئے ایک بوجھ اور اسلام کیلئے ایک داغ نہ بن جائیں۔

حرمت: طالب کے دل میں اور تعلیم متعلقات تعلیم کا احترام پیدا کیا جائے۔

صحبت: طالب علم کو بری صحبت سے بچایا جائے کہ یہی عمر بننے اور بگڑنے کی ہوتی ہے۔ فاضل بریلوی مفید کھیل اور سیر و تفریح کو بھی ضروری قرار دیتے ہیں تا کہ طالب علم کی طبیعت میں نشاط و انبساط باقی رہے اور وہ مسلسل تحصیل تعلیم سے اکتا نہ جائے۔

سکنیّت: آخر میں محدث بریلوی رحمۃ اللہ علیہ سکنیت پر زور دیتے ہیں یعنی تعلیمی ادارے کا ماحول پر سکون اور باوقار ہونا چاہیے تا کہ طالب علم کے دل میں وحشت اور انتشار فکر پیدا نہ ہو۔

بچوں کا معارف

قرآن کریم

﴿معجزات﴾

ترتیب وپیشکش: سید وجاہت رسول قادری

پیارے بچو!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

قرآنِ عظیم اللہ تعالیٰ کی سب سے آخری کتاب ہے جو اس نے اپنے سب سے پیارے اور سب سے آخری نبی سیدنا ومولانا محمد رسول اللہ ﷺ پر نازل فرمائی۔

یہ قرآن پاک ہمارے آقا ومولیٰ سیدنا ومولانا محمد مصطفیٰ ﷺ کے معجزات میں سے ایک عظیم معجزہ ہے۔ جس طرح اللہ تبارک وتعالیٰ اپنی ذات میں، صفات میں، افعال میں، اسماء میں، کمالات میں بے مثال ہے اسی طرح اس کے محبوب اور آخری نبی محمد رسول اللہ ﷺ اور ان پر نازل شدہ اللہ تعالیٰ کی یہ آخری کتاب، قرآن مجید بھی بے مثال ہے اور نازل شدہ تمام کتب آسمانی میں ممتاز ترین ہے۔

یہ تمام انسان وجنات کے لئے تا قیامت پیغام سلامتی اور ہدایت دنیا بھر کے مخالفین اسلام (خواہ وہ ابتداءِ اسلام کے کفار و مشرکین اور یہود ونصاریٰ رہے ہوں یا آج کل کے) آج تک اس کی مثال پیش کرنے بلکہ اس کی طرح کی چھوٹی سے سورۃ بھی لانے سے قاصر اور عاجز رہے ہیں اور ان شاء اللہ تعالیٰ قیامت تک ایسے ہی قاصر وعاجز رہیں گے، اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن عظیم میں خود ان منکرین کو ان الفاظ میں چیلنج کیا ہے:

قُلْ لَّئِنِ اجْتَمَعَتِ الْاِنْسُ وَالْجِنُّ عَلٰٓى اَنْ يَّاْتُوْا بِمِثْلِ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لَا يَاْتُوْنَ بِمِثْلِهٖ وَلَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِيْرًا ۝

''تم فرماؤ اگر آدمی اور جن سب اس بات پر متفق ہو جائیں کہ اس قرآن کی مانند لے آئیں تو اس کا مثل نہ لاسکیں گے اگر چہ ان میں ایک دوسرے کا مددگار ہو''۔ (سورۂ بنی اسرائیل: ۱۷: آیت ۱۸)

کتبِ احادیث میں قرآن مجید کے اور بھی بہت سے نام بیان کیئے گئے ہیں جن میں سے چند یہ ہیں:

(۱) الکتاب (۲) الذکر (۳) الفرقان (۴) برہان
(۵) ھدیٰ (۶) شفا (۵) الحق (۸) کلام اللہ

لیکن اس کا مشہور ومعروف نام جس سے زمانے میں یہ الہامی کتاب پہچانی جاتی ہے ''القرآن'' ہے۔ اس کو قرآن کہنے کی دو وجہیں علماءِ کرام نے بیان کی ہیں:

ایک تو یہ کہ لفظِ قرآن عربی لفظ ''قراء'' سے ہے جس کے معنی ہیں پڑھنا۔ اس اعتبار سے قرآن کے معنیٰ ہوئے پڑھی جانے والی کتاب۔ آج دنیا میں یہ حقیقت سب تسلیم کرتے ہیں کہ قرآن عظیم ایک ایسی کتاب ہے جو دنیا میں سب سے زیادہ پڑھی جاتی ہے

بلکہ کثیر تعداد میں مسلمانانِ عالم کے بچے اسے حفظ کر کے اپنے سینوں میں محفوظ کر لیتے ہیں اور سال بھر روزانہ پڑھتے رہتے ہیں۔ اس وقت دنیا میں مسلمانوں کی تعداد سے دو ارب سے زیادہ ہے، صرف رمضان المبارک کے مہینے میں یہ قرآن عظیم تقریباً دو ارب بار پڑھا اور سنا جاتا ہوگا۔ دوسرے معنیٰ ''قراء'' کے جمع کرنے کے ہیں اس اعتبار سے قرآن کے یہ معنی ہوں گے کہ یہ کتاب انسانی ہدایت کے سبب بنیادی اصولوں اور قواعد وضوابط کی جامع ہے۔ سب سے بڑی بات یہ ہے کہ کلام الٰہی کے اس آخری مجموعہ کا نام ''قرآن'' خود اس کتاب میں موجود ہے:

وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْلَا نُزِّلَ عَلَيْهِ الْقُرْاٰنُ ٥ جُمْلَةً وَّاحِدَةً ۚ

''اور کافر بولے قرآن ان پر ایک ساتھ کیوں نہ اتار دیا''

(الفرقان:۲۵: آیت ۳۲)

قرآن مجید ایک نظر میں:

۱-نزول کی مدت: (قرآن عظیم کتنی مدت میں نازل ہوا؟)

مکّی دور: ۱۲/سال، ۵ ماہ، ۱۳/دن، مدنی دور: ۹/سال، ۹/ماہ، ۹ دن

کل مدت: ۲۲/سال، ۲/ماہ، ۲۲/دن

۲-کاتبانِ وحی: (قرآنی آیات کے لکھنے والے)

تقریباً ۴۰/صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم

۳-کل الفاظ: (تعداد حروف)=۳۲۳۷۶۰

۴-کل تعداد کلمات =۸۶۳۰ ۵-کل پارے (جزء)=۳۰

۶-کل منزلیں =۷ ۷-کل رکوع =۵۴۶

۸-کل سورتیں =۱۱۴

۹-کل آیاتِ سجدۂ تلاوت=۱۴ اختلافی = ۱

پہلی وحی: اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِيْ خَلَقَ ٥ (العلق:۹۶: آیت ۱)

آخری وحی: اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا ۭ (المائدۃ:۵: آیت ۳)

سید عالم محمد رسول اللہ ﷺ پر قرآن عظیم یکبارگی نہیں بلکہ آہستہ آہستہ ۲۲/سال ۲/ماہ اور ۲۲/دن میں نازل ہوا۔ کبھی ۵/یا ۱۰/اور کبھی اس سے زیادہ یا کم آیات آپ پر نازل ہوئیں۔

قرآن عظیم کے نزول کی کیفیت یہ ہوتی کہ:

۱.....کبھی اللہ تعالیٰ کے معزز فرشتے حضرت جبرئیل علیہ السلام آپ ﷺ کے سامنے قرآن پاک کی آیات کی تلاوت فرماتے اور حضور اکرم ﷺ اسے یاد فرما لیتے، پھر اپنے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے سامنے دہراتے ان میں سے کچھ انہیں لکھ لیتے اور کچھ زبانی یاد کرلیا کرتے تھے۔

۲.....یہ فرشتے کبھی اپنی اصل شکل میں اور کبھی انسانی شکل میں تشریف لاتے۔

۳.....بعض دفعہ نزولِ وحی سے قبل گھنٹی بجنے کی آواز آپ کو سنائی دیتی اور بلا واسطہ وحی کا نزول ہوتا۔

۴.....کبھی (نورانی) پردے کے پیچھے سے وحی الٰہی کے الفاظ سماعت فرماتے۔

پیارے بچو! قرآن کریم اس وقت جس ترتیب سے تم پڑھتے ہو اس ترتیب سے آیاتِ الٰہی کا نزول آہستہ آہستہ بدلتے ہوئے وقت اور حالات کے تحت ہوا۔ کچھ پرانے حکم منسوخ کیئے گئے اور نئے احکام دیئے گئے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے رسول اکرم ﷺ کو قرآن کی تلاوت کے لئے ایک علیحدہ ترتیب بذریعہ وحی تعلیم فرمادی تھی جسے ''توفیقی'' ترتیب کہتے ہیں۔ یعنی اللہ تعالیٰ کی طرف سے واقف اور آگاہ کی ہوئی ترتیب۔ چنانچہ حضور اکرم ﷺ نے اسی ''توفیقی''

ترتیب کے اعتبار سے قرآن عظیم کی سورتوں اور آیات کو مضامین وار مرتب کیا، اور لکھوا کر ایک صندوق میں، جو ام المؤمنین حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس رہتا تھا، محفوظ کرلیا۔ صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم قرآن کریم کی تلاوت اسی توفیقی ترتیب سے فرماتے اور اسے حفظ بھی کرلیا کرتے۔ خود سید عالم ﷺ کی حیات ظاہری میں متعدد صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم مثلاً حضرت معاذ بن جبل، حضرت ابی بن کعب، حضرت زید بن ثابت، حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہم ایسے صحابۂ تھے جن کو پورا قرآن کریم اسی ترتیب سے یاد تھا۔

حضور اکرم ﷺ کے وصال پاک کے بعد خلیفہ اول حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ نے ام المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس محفوظ شدہ (رسول اللہ ﷺ کے) کے نسخہ کے مطابق ایک مصحف میں لکھوا کر جمع کرلیا۔ ورنہ اس سے قبل آیات قرآنی مختلف اشیاء مثلاً پتے، ہڈیوں، اور چمڑے وغیرہ پر لکھی ہوئی ہوتی تھیں۔ ایک کتاب کی صورت میں نہ تھیں۔

خلیفۂ سوم حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے عہد حکومت میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مصحفِ قرآنی کی کتابی صورت میں نقل کروا کر اسلامی سلطنت کے تمام صوبوں کے دارالخلافہ میں رکھوادیا اور وہاں کے گورنروں کو ہدایت دی تھی کہ تمام مسلمان اسی نسخہ کے مطابق قرآن حکیم کی نقل بنالیں اور اسی کی تلاوت کریں۔ اسی وجہ سے سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ''جامع القرآن''، یعنی رسول اللہ ﷺ کے نسخہ کی تلاوت پر سب کو جمع کرنے والے کہا جاتا ہے۔ یہ حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بہت بڑا کارنامہ اور رہتی دنیا تک مسلمانوں پر ایک عظیم احسان ہے۔

عزیز بچو! اللہ تبارک وتعالیٰ کا یہ کلام ازلی اور ابدی ہے یعنی یہ منجانب اللہ اور اس میں قیامت تک اب کوئی تبدیلی، اضافہ یا ترمیم نہیں ہوسکتی اس میں جو کچھ بیان ہوا ہے وہ حق ہے، اس میں اولین وآخرین کے علوم کا اپنے پیارے اور آخری نبی، محمد رسول اللہ ﷺ کو عطا فرمایا دین ودنیا کا کوئی مسئلہ ایسا نہیں، جس کا حل قرآن حکیم میں موجود نہ ہو

پیارے بچو! یہ بات ہمیں اچھی طرح سمجھ لینی چاہیے کہ قرآن عظیم تمام انسانوں کیلئے کتاب ہدایت ہے۔ ہدایت کے لئے اللہ مالک وخالق نے اپنے بندوں کو کچھ کرنے کو ارشاد فرمایا، بعض چیزوں سے منع فرمایا، بعض اشیاء کے بارے میں اپنی رضا کا اظہار فرمایا اور بعض سے اپنی ناراضگی بیان فرمائی، لہٰذا ایک مومن کی حیثیت سے ہم پر فرض ہے کہ قرآن حکیم میں بیان شدہ اللہ تعالیٰ کے احکام کو صدق دل کے ساتھ حتیٰ الامکان بجا لائیں اور ممنوعات (حرام) چیزوں سے رک جائیں۔ اللہ تعالیٰ کی پسندیدہ چیزوں کو حاصل کریں اور اس کی ناراضگی سے بچیں۔ اس کے لئے ضروری ہے کہ کسی نیک، پرہیز گار عالم سے صحیح تلفظ کے ساتھ قرآن مجید پڑھیں۔ اس کے معانی اور مطالب کو ان سے سمجھیں اور رسول اللہ ﷺ کے ارشادات (احادیث) کے مطابق قرآنی احکامات کو بجالائیں، یہ ہم پر واجب ہے اور اسی میں ہماری دین ودنیا کی بھلائی ہے۔

آؤ ہم سب مل کر اللہ تعالیٰ سے دعا کریں کہ وہ ہمیں قرآن عظیم پڑھنے، اسے یاد کرنے، اسے سمجھنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

یا اللہ، یا رب! ہمارے آقا ومولیٰ سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ کے طفیل ہماری اس دعا قبول فرما۔ ﴿آمین﴾

☆☆☆

مرتب: علامہ سید آل حسنین میاں قادری برکاتی*

ﷺ

آنکھوں کا تارا نام محمد

﴿۲۰﴾ حضور اقدس ﷺ کو قرآن مجید میں گیارہ جگہ یا ایھا النبی کہہ کر خطاب فرمایا گیا ہے۔

﴿۲۱﴾ قرآن عظیم میں اسم محمد چار جگہ آیا ہے اور اسم احمد ایک جگہ ﷺ

﴿۲۲﴾ لا الہ الا اللہ میں بارہ حروف ہیں اسی طرح محمد رسول اللہ، ابو بکر الصدیق، عمر ابن الخطاب، عثمان ابن عفان، علی ابن ابی طالب سب میں بارہ ہی حروف ہیں۔

﴿۲۳﴾ حضور اکرم ﷺ کی اطاعت مطلقاً واجب ہے یہ خواہ عقل میں آئے یا نہ آئے۔ اگر حضور ﷺ ایسا حکم دیں جو ہم کو قرآن کے حکم سے خلاف معلوم ہو تب بھی ہم پر حضور کی اطاعت لازم ہے۔

﴿۲۴﴾ نبی اکرم ﷺ پر درود شریف پڑھنا ہر مسلمان مکلف پر عمر میں ایک بار فرض ہے۔

﴿۲۵﴾ رسول خدا ﷺ نے فرمایا میرے پاس جبرائیل، اسرافیل میکائیل اور عزرائیل آئے۔ جبرئیل نے فرمایا جو آپ پر درود بھیجے گا میں اس کا ہاتھ پکڑ کر اسے پل صراط سے اتاروں گا۔ میکائیل نے کہا میں آپ کے حوض کوثر سے اس کو پانی پلاؤں گا۔ اسرافیل نے کہا میں خدا کے سامنے سجدہ کروں گا اور جب تک اس کی مغفرت نہ ہوگی سجدے سے سر نہ اٹھاؤں گا۔ عزرائیل نے کہا میں اس کی روح اس طرح قبض کروں گا جس طرح انبیاء کی۔

﴿۲۶﴾ حدیث شریف میں آیا ہے کہ جو شخص لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھتا ہے اس کے نامہ اعمال سے چار ہزار گناہ ساقط ہو جاتے ہیں۔

﴿۲۷﴾ حدیث میں ہے جس شخص نے میرا نام اذان میں سنا اور محبت سے انگوٹھے چوم کر آنکھوں پر ملے وہ کبھی اندھا نہ ہوگا۔

﴿۲۸﴾ اکثر لوگ آج کل حضور انور ﷺ کے نام مبارک کے ساتھ ص، صلعم، اور دوسرے نشان بناتے ہیں۔ امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں پہلا شخص جس نے درود شریف کا ایسا اختصار کیا اس کا ہاتھ کاٹا گیا، علامہ طحطاوی کا قول ہے کہ نام مبارک کے ساتھ درود یا سلام کا ایسا اختصار لکھنے والا کافر ہو جاتا ہے کیونکہ انبیاء کرام کی شان کو ہلکا کرنا کفر ہے۔

﴿۲۹﴾ درود پڑھنا قعدۂ اخیرہ میں بعد تشہد کے سارے علماء کے نزدیک سنت ہے مگر امام شافعی کے نزدیک فرض ہے۔

﴿۳۰﴾ ایک شخص حضور انور ﷺ کا نام پاک لکھتا تو اس کے ساتھ نہ لکھتا۔ تو حضور ﷺ نے خواب میں اس پر عتاب فرمایا اور فرمایا کہ تو خود کو چالیس نیکیوں سے محروم رکھتا ہے یعنی چونکہ

*(سجادہ نشین: آستانہ عالیہ قادریہ برکاتیہ نوریہ، مارہرہ مطہرہ، انڈیا)

لفظ وسلم میں چار حروف ہے اور ہر حرف کے بدلے دس نیکیاں ہیں لہٰذا اس حساب سے چالیس نیکیاں ہوتی ہیں۔

﴿۳۱﴾ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ جذب القلوب میں فرماتے ہیں کہ ایک شخص کاغذ کی بچت کے خیال سے حضور ﷺ کے نام پاک کے ساتھ درود نہیں لکھتا تھا تو اس کا ہاتھ سڑنے گلنے لگا۔

﴿۳۲﴾ حدیث میں ہے کہ ہر مومن کے ساتھ پانچ فرشتے رہتے ہیں ایک دائیں جو نیکیاں لکھتا ہے، ایک بائیں جانب جو برائیاں لکھتا ہے، ایک سامنے جو بھلائیوں کی تلقین کرتا ہے، ایک پیٹھ پیچھے جو مکروہات کو دفع کرتا ہے ایک پیشانی کے پاس جو درود وسلام لکھ کر نبی کریم ﷺ کی خدمت میں پیش کرتا ہے۔

﴿۳۳﴾ مشہور ومعروف درود تاج حضرت خواجہ سید ابوالحسن شاذلی رضی اللہ عنہ نے حضور اکرم ﷺ کی جناب میں زیارت کے وقت پیش کیا تھا۔

﴿۳۴﴾ مثنوی شریف میں ہے کہ ایک مرتبہ سید عالم ﷺ نے شہد کی مکھی سے پوچھا کہ تو شہد کیسے بناتی ہے۔ اس نے عرض کیا یا حبیب اللہ! ہم چمن میں جا کر طرح طرح کے پھولوں کا رس چوستے ہیں پھر اس کو منہ میں لے کر اپنے چھتوں تک آجاتے ہیں اور وہاں اگل دیتے ہیں وہی شہد ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا پھولوں کے رس پھیکے یا کسیلے ہوتے ہیں اور شہد میٹھا! یہ مٹھاس کہاں سے آتی ہے؟ شہد کی مکھی نے عرض کیا ہمیں قدرت نے دکھایا ہے کہ ہم چمن سے لیکر چھتوں تک راستے بھر آپ پر درود پڑھتے ہوئے آتی ہیں اس کی برکت سے شہد میں لذت اور مٹھاس پیدا ہوتی ہے۔

﴿۳۵﴾ حضور انور ﷺ کے ذاتی نام دو ہیں: محمد اور احمد۔ باقی صفاتی نام دو سو ایک ہیں اور مدارج النبوۃ کی روایت کے مطابق ایک ہزار ہیں۔

﴿۳۷﴾ ایک اسرائیلی سو برس کا گنہگار تھا بعد موت لوگوں نے اسے کچرے کے ڈھیر پر ڈال دیا۔ رب تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو وحی کی کہ میرے اس بندے کو غسل، کفن، نماز کے بعد دفن کرو۔ اس نے ایک بار توریت میں محمد نام دیکھ کر اسے بوسہ دیا تھا آنکھوں سے لگایا تھا۔ ہم نے اس کے گناہ بخش دیئے۔

﴿۳۸﴾ جس شخص کی لڑکیاں ہی ہوتی ہوں بیٹا نہ ہو وہ شروع زمانۂ حمل میں اپنی بیوی کے پیٹ پر انگلی سے لکھ دیا کرے، جو اس پیٹ میں ہے اس کا نام محمد ہے۔ ان شاءاللہ تعالیٰ بیٹا ہی ہوگا۔ مگر حمل کے چار ماہ کے اندر یہ عمل چالیس روز تک کرے۔

﴿۳۹﴾ حضور اکرم ﷺ سے پہلے سات آدمیوں نے اپنے بچوں کے نام محمد رکھے اس امید پر کہ نبی آخر الزماں وہی ہوں گے

﴿۴۰﴾ بابا نانک نے اسم محمد ﷺ کے بارے میں فرمایا ہے کہ کسی نام کے عدد نکال کر انہیں چوگنا کرو پھر دو ملا کر پانچ گنا کرو پھر اس مجموعہ میں سے بیس نکالتے جاؤ جب اتنے بچیں کہ بیس نہ نکل سکیں انہیں نوگنا کرو، دو اور ملاؤ؛ تو ۹۲ کا عدد حاصل ہوگا جو نام پاک محمد ﷺ کے اعداد ہیں۔ میں نے اس حساب کو مختلف طریقوں سے آزمایا ہے اور ہر بار ٹھیک پایا ہے۔

(ماخوذ از: کیا آپ جانتے ہیں؟، مطبوعہ برکاتی پبلشرز کراچی، اکتوبر ۱۹۹۹ء، ص ۴ تا ۸)

کتبِ نو

﴿تعارف وتبصرہ: سید وجاہت رسول قادری﴾

نام کتاب	....	دلیل آفتاب (مطالعہ نعت)
مصنف	....	ڈاکٹر سید آفتاب احمد نقوی (شہید)
ترتیب وتدوین	....	عمران نقوی
ناشر	....	شفیق پبلیکیشنز، لاہور
اشاعت اول	......	جون ۲۰۰۱ء
قیمت	....	۳۰۰ روپے
صفحات	....	۵۱۵، کاغذ اور کمپوزنگ معیاری، سرورق دیدہ زیب، کتاب مجلد

نعت کی تحقیق وتنقید وتدوین میں پروفیسر ڈاکٹر سید آفتاب احمد نقوی (شہید) کی خدمات کو کبھی فراموش نہیں کیا جاسکے گا۔ ڈاکٹر صاحب مرحوم ان خوش نصیب لوگوں میں سے تھے جن کی ساری عمر پوری دنیا میں تخلیق کیئے گئے نعتیہ ادب کے تعارف اور ترویج و اشاعت میں گزری اور اسی عظیم مقصد کے لئے وقف ہے۔ انہوں نے نہ صرف یہ کہ نعت کے موضوع (پنجابی نعت) پر اپنا پی ایچ ڈی کا مقالہ لکھا بلکہ اپنے کالج (گورنمنٹ کالج، شاہدرہ) کے میگزین کا ایک یادگار نعت نمبر بعنوان ''اوجِ نعت'' ۱۴۵۶ صفحات پر مشتمل دو جلدوں میں نکالا جس کی حیثیت نعت کے موضوع پر ایک ناگزیر حوالے کی ہے۔ زیرِ نظر کتاب ''دلیل آفتاب'' نعت کے موضوعات پر ان کے مضامین کا مجموعہ ہے، جو ان کے چھوٹے بھائی جناب عمران نقوی کی کاوشوں سے شائع ہوا ہے۔ کتاب دو حصوں پر مشتمل ہے۔ حصہ اول اور حصہ دوم۔ حصہٴ اول میں صنف نعت مثلاً نعت نگاری، فن نعت نگاری کے لوازمات اور برصغیر پاک و ہند میں اس کے ارتقاء وغیرہ پر مشتمل مضامین کا مجموعہ ہے۔ جبکہ حصہٴ دوم میں نعت گوشعراء کے حوالے سے مضامین ہیں جن میں سرفہرست مولانا احمد رضا بریلوی علیہ الرحمۃ ہیں اس کے بعد مولانا حسن رضا بریلوی علیہ الرحمۃ، مولانا ظفر علی خاں، حفیظ جالندھری، حفیظ تائب، ماہر القادری، طفیل ہوشیار پوری، قمر یزدانی سمیت جدید دور تک کے ۲۲ شعرائے نعت اور ان کے دواوین پر مضامین ہیں۔ یہ مجموعہ مضامین نعت ڈاکٹر صاحب شہید کی وسعت نظری، کشادگیٴ دل، اور سید عالم ﷺ سے ان کی بے پایاں عقیدتوں کا مظہر ہے۔ اگر چہ یہ کسی باقاعدہ منصوبے کے تحت نہیں لکھے گئے ہیں لیکن پھر بھی اس سے اردو حمد ونعت کی تحقیق وتنقید میں ایک نیا اور روشن باب کھلتا ہے۔

اہل علم ونظر ان مطالعات کو معیاری اور جہت نما پائیں گے۔ مقالات کی فہرست پر نظر ڈالنے سے کتاب کی اہمیت وافادیت کا بخوبی اندازہ ہوجاتا ہے۔ بیش بہا افادیت واہمیت اور حسن صوری و معنوی کے اعتبار سے اس کی قیمت نہایت مناسب ہے۔ نعتیہ ادب سے شغف رکھنے والے احباب کیلئے یہ ایک انمول تحفہ ہے۔

(نوٹ: تبصرہ کے لئے دو نسخے بھیجنا ضروری ہے، چونکہ پہلے سے متعدد کتب تبصرہ کے لئے ادارہ کے پاس آئی ہوئی ہیں اس لئے نمبر آنے پر کتاب کا تعارف اور تبصرہ شائع کیا کی جائے گا)

☆☆☆

معارف رضویات (آپ کے خطوط کے آئینے میں)

دور و نزدیک سے

﴿ادارہ﴾

علامہ مفتی عبدالقیوم ہزاروی علیہ الرحمہ کی رحلت پر علمائے بنگلہ دیش کا اظہار تعزیت

۲۷/۸/۲۰۰۳ء صبح کو صدر ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا انٹرنیشنل، کراچی، پاکستان، محترم علامہ صاحبزادہ سید وجاہت رسول قادری صاحب مدظلہ کی ٹیلیفون پر علمائے بنگلہ دیش کو مفتی اعظم پاکستان حضرت علامہ مفتی عبدالقیوم ہزاروی علیہ الرحمۃ کے وصال کی اطلاع دینے کے بعد بنگلہ دیش کے مقتدر علماء نے ٹیلیفون پر صاحبزادہ سید وجاہت رسول قادری صاحب سے تعزیت فرمائی۔ بعد میں حضرت مولانا بدیع العالم رضوی زید مجدہٗ نے ایک رپورٹ کی صورت میں ادارہ کو ارسال فرمایا جو نذر قارئین ہے جس سے اندازہ ہوتا ہے کہ حضرت قبلہ مفتی اعظم پاکستان علیہ الرحمہ کی خدمات عالم سنیت میں کس قدر مقبول تھیں۔ گرامی قدر محترم فخر اہلسنت علامہ مفتی عبدالقیوم ہزاروی علیہ الرحمۃ کی وفات کی خبر سن کر علمائے بنگلہ دیش کو شدید صدمہ پہنچا۔ حضرت قبلہ کی وفات سے عالم اسلام ایک عظیم مدبر، محقق، مذہبی رہنما اور جید عالم دین سے محروم ہوگیا۔ اسلام، سنیت، مسلک اعلیٰ حضرت، ملک وملت کیلئے آپ کی خدمات ناقابل فراموش ہیں۔ ان کے انتقال سے جو خلا پیدا ہوا ہے اس کا پر ہونا مشکل ہے۔ مرحوم کے انتقال پر رضا اسلامک اکیڈمی کے زیر اہتمام ۲۸/۸/۲۰۰۳ء شام کو ایک تعزیتی محفل منعقد کی گئی۔ اراکین رضا اسلامک اکیڈمی، اراکین اعلیٰ حضرت فاؤنڈیشن اور مولانا بدیع العالم رضوی نے تعزیتی بیان میں کہا رئیس العلماء علامہ ہزاروی قدس سرہ کی وفات دنیائے سنیت کیلئے ایک زبردست جھٹکا ہے۔ ان کی وفات سے اہلسنت کو جو عظیم نقصان ہوا وہ ناقابل تلافی ہے۔ مرحوم کی جملہ تالیفات وتصنیفات اہلسنت کی سرمایۂ عظیم ہیں (خصوصی طور پر فتاویٰ رضویہ کا ۲۵ رجلدوں میں تدوین کا عظیم کام)۔ اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائے اور ہمیں بھی ان کی طرح مذہب وملت کی سچی خدمات کی توفیق دے۔

الحاج مولانا محمد محسن، مولانا رفیق الاسلام، مولانا نظام الدین، مولانا عبدالغفور خان، مولانا الحاج عبدالباری، مولانا اقبال حسین، مولانا محمد یوسف، الحاج مولانا عبداللہ، الحاج حضرت علامہ مفتی عبدالمنان مدینۃ الاولیاء چٹا گانگ، مترجم کنزالایمان بنگالی، ڈاکٹر سید ارشاد احمد بخاری (اختر القادری، رنگ پور)، مولانا حافظ عبدالجلیل صاحب، پرنسپل مدرسہ طیبیہ قادریہ (محمد پور، ڈھاکہ)، صدر اعلیٰ حضرت اکیڈمی (ڈھاکہ)، مولانا جلال الدین قادری، پرنسپل جامعہ احمدیہ سنیہ مدینۃ الاولیاء چٹا گانگ اس کے علاوہ امام اہلسنت بنگلہ دیش علامہ مولانا سید نور الاسلام ہاشمی مدظلہ العالی، حضرت علامہ مفتی امین الاسلام ہاشمی (دبئی)، حضرت مولانا سید شاہد الرحمٰن ہاشمی، شارجہ، حضرت مولانا پروفیسر ڈاکٹر عبدالودود ہاشمی، اسلامک یونیورسٹی کشتیا، حضرت مولانا عبدالمنان (بنگلہ دیش) اور رضا اسلامک اکیڈمی، اعلیٰ حضرت فاؤنڈیشن (مدینۃ الاولیاء چٹا گانگ) کے عہدہ داران صاحبزادہ عبداللہ، مولانا انیس الزمان، مولانا نظام الدین، ایڈووکیٹ مصاحب الدین بختیار، حضرت علامہ مولانا ادریس رضوی، حضرت مولانا ذکریا، جامعہ رضویہ چرندیپ،

امام احمد رضا پر پی. ایچ. ڈی کے حوالے سے اہم خبریں

نمبر شمار	عنوان	مقالہ نگار	تاریخ جمع کی گئی
۲	امام احمد رضا اوران کے مکتوبات	مولانا غلام جابر مصباحی	۳۰ر دسمبر ۲۰۰۲ء، بحوالہ خط مقالہ نگار مورخہ ۱۰ر اگست ۲۰۰۳ء
۶	الزلال الأتقی من بحر سبقت الأتقی	پروفیسر مولانا محمد اشفاق جلالی	اگست ۲۰۰۳ء بحوالہ ذاتی گفتگو مورخہ ۲۷ر اگست ۲۰۰۳ء
		سید شاهد علی نورانی	اگست ۲۰۰۳ء، بحوالہ ذاتی اطلاع اور گفتگو
۹	امام احمد رضا کی عربی شاعری		
۱۰	امام احمد رضا کے علوم	مسز نعیم الدین برکاتی	کرناٹک یونیورسٹی، ھبلی، انڈیا دسمبر میں رجسٹریشن متوقع ہے
۱۱	امام احمد رضا اور علم حدیث	نظامین الدین صاحب، لکچرار، غزالی کالج چٹاگانگ	الجامعۃ الاسلامیہ، کشتیا، بنگلہ دیش دسمبر میں رجسٹریشن متوقع مولانا بدیع العالم رضوی کی ٹیلیفون پر اطلاع

بنگلہ دیش، مولانا انوار حسین، جامعہ احمدیہ سندیہ، سولہ شہر، مدینۃ الاولیاء چٹاگانگ، مولانا بدیع العالم رضوی، پرنسپل جامعہ طیبیہ سنیہ، حوالی شہر، حضرت علامہ مولانا ابوالبیان سید رضوان الرحمٰن ہاشمی، پرنسپل احسن العلوم، شیخ الحدیث مولانا عبدالمالک، جامعہ غوثیہ کول گاؤں، مدینۃ الاولیاء چٹاگانگ، مولانا سلیم الدین حیدر، مولانا ابو القاسم نوری اور مولانا شفیق نوری سیتپوری نے صدر ادارہ جناب قبلہ وجاہت رسول قادری صاحب سے اظہار تعزیت کی۔

فروغ رضویات:

پروفیسر ڈاکٹر مولانا عبدالودود صاحب کی کاوشوں سے مراجع کی حیثیت سے کتب اعلیحضرت و دیگر علماء اہلسنت کا اندراج، الجامعۃ الاسلامیہ کشتیا (بنگلہ دیش) کے شعبۂ قرآنیات میں ایک اہم پیش رفت ہے۔

(۱) ترجمۂ القرآن الکریم ﴿رقم الکورس ۱۰۵﴾

۱---کنز الایمان وخزائن العرفان (امام احمد رضا اور مولانا نعیم الدین مرادآبادی)

(۲) التفسیر المعاصر ﴿رقم الکورس ۲۰۵﴾

۱---اشرف التفاسیر (تفسیر نعیمی) مفتی احمد یار خاں نعیمی، حکیم الامت

۲---کنز الایمان وخزائن العرفان، امام احمد رضا خاں ومولانا نعیم الدین مرادآبادی

(۳) التفسیر دون السندس ﴿رقم الکورس ۳۰۱﴾

۱---اشرف التفاسیر ۲---کنز الایمان وخزائن العرفان

(۴) العقیدۃ الاسلامیہ ﴿رقم الکورس ۳۰۲﴾

۱---جاء الحق، مفتی احمد یار خاں نعیمی

(۵) الفرق الاسلامیہ ﴿رقم الکورس ۳۱۰﴾

۱---الدولۃ المکیہ بالمادۃ الغیبیۃ، امام احمد رضا خاں علیہ الرحمہ

۲---ادلۃ اہل سنۃ، السید یوسف ہاشم الرفاعی